

## سرکاری رپورٹ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رچھٹا جلاس

## مباحثات 2013ء

(اجلاس منعقدہ 28 ستمبر 2013ء بمقابل 21 ربیعہ 1434ھ بروز ہفتہ)

نمبر شمارہ	مندرجات	نمبر شمارہ
صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
2	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
3	وقفہ سوالات۔	2
5	پرانگٹ آف آرڈرز	3

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 28 ستمبر 2013ء بہرطابن 21 ذیقعد 1434 ہجری بروز ہفتہ بوقت صبح 12 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی، جناب اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔  
**جناب اسپیکر:** السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفْيَضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقْنَاكُمُ اللَّٰهُ طَقَّالُوا إِنَّ اللَّٰهَ لَا حَرَمَهُمَا عَلَى الْكُفَّارِينَ هُوَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهُوَ أَلَبَّأُوَغَرَّتُهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا حَفَّالَيُومَ نَسْأَلُهُمْ كَمَانْسُوا لِقاءَ يَوْمِهِمْ هُلَّا وَمَا كَانُوا بِإِشْتَانَا يَجْحَدُونَ

﴿پارہ نمبر ۸. سورۃ الاعراف .. آیات نمبر ۵۰.۵۱﴾

ترجمہ:- **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**۔ اور پکاریں گے دوزخ والے جنت والوں کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اُسمیں سے جو روزی دی تم کو اللہ نے۔ کہیں گے اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے، جنہوں نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل۔ اور دھوکے میں ڈالا انکو دنیا کی زندگی نے۔ سو آج ہم اُنکو بھلا دینگے جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو۔ اور جیسا کہ وہ ہماری آیا توں سے منکر تھے۔ **صَدَقَ اللَّٰهُ عَلَيْهِمْ**۔

**جناب اسپیکر:** **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**۔ جی میر طارق صاحب۔

**نوائزادہ طارق مگسی:** آج کے اجلاس میں جو کارروائی ہے، ہم سامنے دیکھ رہے ہیں، جتنے بھی questions ہیں، اُسمیں جو آئے ہیں، ایک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ یہ کس کی responsibility ہے کہ گورنمنٹ ہے یا نہیں ہے، جو اس چیز کا جواب دیں؟۔

**جناب اسپیکر:** جی! یہ میں اس پر آتا ہوں، پھر کہتے ہیں دوستوں سے۔ اس سے پہلے میں معزز ایوان

کو تھوڑا اعتماد میں لوں۔ کو نسل جزل چائیز کا کل فون آیا تھا، سی ایم صاحب کیلئے نہیں ملے اُنکو پھر انہوں نے مجھے یہ بات بتائی کہ Peoples Republic of China (مداخلت)۔ ایک منٹ میں یہ سنا دوں آپکو۔ جو مددی ہے انہوں نے میں آتا ہوں اس پر ٹھہریں نا تھوڑا بیٹھ جائیں۔ انہوں نے 15 لاکھ ڈالرز کی امداد بذریعہ وفاقی حکومت، NDMA کے، بلوچستان کے زلزلہ زدگان کیلئے بھیجی ہے۔ اور 30 ملین چائیز یو آن کی امداد کی میں ایوان کو اعتماد میں لے لوں۔ وہ بذریعہ وفاقی حکومت آئیگی۔ یہ آپ کو اطلاع ہو کہ انہوں نے ایک قدم اٹھایا ہے، آپ لوگوں کیلئے۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ اور ایک گزارش ہے زیارت وال صاحب! آپ اور نواب شاہوانی صاحب تشریف رکھتے ہیں، کینٹ کا حصہ ہیں۔ ہاؤس سے کچھ اراکین جائیں، Leader of the Opposition سے بھی گزارش ہے، اس وقت 300 ڈاکٹر ز کے قریب protest کر رہے ہیں، آپ کے اسمبلی کے گیٹ پر اُنکو جا کر تسلی تشفی دیں۔ میرے خیال میں حکومت تو پوری کوشش کر رہی ہے۔ مولانا صاحب آپ بھی کسی کو nominate کریں کہ وہ جائے۔ ساری جماعتوں سے ایک ایک ممبر چلے جائیں۔ اُنکو تسلی تشفی کرائیں۔ زیارت وال صاحب! مولانا صاحب چل رہے ہیں۔ آپ اُنکے ساتھ چلیں۔ جانا ہوتا ہے، سارے ہاؤس نے جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ اسمبلی کے سامنے گیوں پر وہ لوگ protest کر رہے ہیں۔ دو مر صاحب! آپ نے مجھے چیمبر میں بھی کہا ہے۔ سوالات کا میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ صرف دو مر صاحب کا سوال ہے، man-power ہے۔ ایک منٹ تو رُک جاتے جواب دینے کیلئے۔ یہ دونوں منٹری ڈاکٹر صاحبان کے حوالے ہو گئے۔ کہیں اُنکو بھی ساتھ نہ لے جائیں کہیں اور۔ اچھا! اگر ایوان اجازت دے تو جس طرح جوابات آرہے ہیں۔ جب تک کاپینہ مکمل نہیں ہوگی، یہ مشکل میں ہم لوگ رہیں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو آنے دیں۔ یا اس اجلاس میں دو مر صاحب یہ سوالات مکمل کریں۔ یا پھر اگلا اجلاس جو اکتوبر کے۔ (مداخلت)۔

**جناب گل محمد در: یہ تعلیم کے بارے میں ہیں، میں نے سوالات کئے ہیں، انکا کوئی جواب تو کوئی نہیں آیا۔ یہ دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں۔**

**جناب اسپیکر: میر طارق مگسی صاحب نے یہی point-out کیا کہ جی! سوالات کے جواب نہیں آرہے ہیں۔ ایوان کی اجازت سے، وزراء آجائیں تو ان سے وضاحت لے لیتے ہیں۔ جی اظہار کھوسہ صاحب۔**

**میر اظہار حسین کھوسہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ کچھ دن پہلے سنتوش کمار صاحب، ہمارے اخبار میں،**

solar-system کے بارے میں ہر دین مدرسہ solar-system نے لاکھ روپے۔ جو تین سال کے عرصے میں لگایا گیا وہاں۔ اخبار میں آتے ہی اُس پر کام شروع ہو چکا ہے، تین دن پہلے۔ تو میں انکاشکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ میں چیف منٹر ڈاکٹر مالک صاحب کا، مولانا عبد الواسع صاحب کاشکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایسے جو پہلے کام پڑے ہوئے ہیں، دو، تین سال سے۔ وہ اس طرح ہوتے رہے ہیں۔ تو بہت اچھا ہے۔ میں ان دوستوں کا شکر گزار ہوں۔

**جناب اسپیکر:** وہ بھی ہے ایک طریقہ۔ اور اگر Floor of the House اور آپ اسمبلی میں سوالات اٹھائیں گے۔ اور اس قسم کی چیزیں point of orders جو بنتے ہیں صحیح، ان سے اٹھائیں گے، تو یہ جلدی پھر تیر ہو جاتے ہیں یہ چیزیں۔ جی سنتو ش کمار۔

**جناب سنتو ش کمار:** جناب اسپیکر! میر اظہار خان کھوسہ صاحب کا حلقہ ہے، انکو پتہ ہے، میں نے تو پورے بلوجستان سے جو گزشتہ پانچ سال کے تھے، سی ایم صاحب کے حکم کے مطابق ان پر میں نے چھان بین شروع کی۔ خالی ایک دو ڈسٹرکٹ میں گیا ہوں۔ ڈسٹرکٹ لسیلے ہے میرے خیال میں، سردار بھوتانی صاحب کا area ہے۔ وہ ایک وہاں پر ہا را ایک تاریخی ہنگلاح مندر ہے۔ اُس پر تین کروڑ بیس لاکھ روپے ایک ایم پی اے صاحب نے نکالے ہیں۔ اُس روڈ پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ وہ روڈ آج بھی damage ہے۔ اُس روڈ پر ہمارے ہندوؤں کے جتنے یا تری آتے ہیں، لیدیز، بچے، پانچ کلو میٹر پیدل جار ہے ہیں۔ اُس روڈ پر ابھی فناں سیکرٹری صاحب اور سی اینڈ ڈبلیو سیکرٹری صاحب نے مہربانی کی ہے۔ انہوں نے اپنے ذاتی اختیارات استعمال کرتے ہوئے ڈیپارٹمنٹ فنڈز سے کچھ پیسے release کئے ہیں۔ اُس پر ابھی XEN صاحب کام کر رہے ہیں۔ خالی روڈ بحال کرنے کیلئے۔ تاکہ دیوالی کا موقع ہے۔ ہندو ہمارے مندر تک پہنچیں۔ اور جو ایم پی اے صاحب نے تین کروڑ بیس لاکھ روپے کا خرچ کیا ہے، وہاں کچھ خرچ نہیں ہوا ہے۔ روڈ پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** یہ آجائیں نا۔ جب وزیر بنیں گے C&W، تو پھر اُسی سے ہم پوچھیں گے ہم لوگ۔ اور کمیٹیز کے سلسلے میں۔ جب تک آئیں دوست واپس۔ آئیں کی اٹھارویں ترمیم کے بعد پندرہ وزارتیں بنیں گی، صوبے میں۔ اور پندرہ کمیٹیاں بنیں گی۔ آپ کمیٹیز کے چیئرمین بنیں گے۔ پھر چیئرمین کے کچھ مراعات بھی ہوتے ہیں، اختیارات بھی۔ جی مصطفیٰ ترین صاحب۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین۔** مہربانی جناب اسپیکر! یہاں اسمبلی میں بار بار نشاندہی ہو چکی ہے کہ اسمبلی کے دوران جب وزیر اعلیٰ صاحب ہوتے ہیں تو ایک دو سیکرٹریز موجود ہوتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ جب سے اجلاس

شروع ہو چکا ہے، یہاں کوئی سیکرٹری، کوئی ذمہ دار آدمی یہاں آ کر بیٹھنے کی زحمت بھی نہیں کرتے۔ ہم لوگ جو اسمبلی میں آتے ہیں۔ وہ عوام کی نمائندگی لیکر کے آتے ہیں۔ اور انکے مشکلات اور انکے حالات پر ہم لوگ جو بیانات، یہاں speech کرتے ہیں۔ ہماری اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ جو ذمہ دار آدمی ہیں، وہ اپنے اپنے اداروں کی جو عوام کی مشکلات میں اسکونوٹ کیا جائے۔ لیکن ہم جو یہاں بولتے ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ ہم لوگ آپس میں بولتے ہیں۔ یہاں کوئی ذمہ دار آدمی نہیں۔ نشاندہی ہو چکی ہے بار بار۔ لیکن ہم لوگ کیوں اتنا کمزور ہیں کہ ہم ایک سیکرٹری یا ایک ذمہ دار آدمی کو ہم لوگ پابند نہیں کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اسمبلی کے اجلاس میں آ کر بیٹھیں۔ اور عوامی نمائندوں کی جو باتیں ہیں، وہ سن لیں اور نوٹ کریں۔ یہاں یہ ہمارے نمائندے بیچارے صحیح جب اسمبلی کی اجلاس نہیں ہوتے ہیں، ہر ایک کے دروازے پر جاتے ہیں۔ اگر یہاں بیٹھ جائیں اور یہ سب نمائندے جو ہیں وہ اپنے علاقے کی مشکلات بیان کر لیں، حالات۔ اور یہ حالات ہیں جناب والا! کہ اس وقت ملک بہت سخت حالات میں مبتلا ہے۔ آپ خود جانتے ہیں۔ اور سارے عوام کا نظر اس اسمبلی پر ہے۔ کہ ہمارے نمائندے گئے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے لئے امن لاائیں گے۔ ہمارے لئے بھلی لاائیں گے۔ اسکوں اچھے کریں گے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ پھر کہاں جائیں، کہ ہر جائیں، کس کو ہم بولیں؟۔ یہ تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم دستخط کریں۔ دستخط ان کا چلتا ہے۔ عُجم ان کا چلتا ہے۔ ہم لوگ توبیان کرتے ہیں۔ لیکن وہ اتنا زحمت، جناب والا! میرے خیال ہے یہ سارے اسمبلی کے ممبران کا یہی موقع ہے کہ آپ کم سے کم ان لوگوں پھر نوٹ کیا جائے۔ اور انکو پابند کیا جائے جو سیکرٹری جو ذمہ دار آدمی اس اسمبلی میں نہیں آیا گا اسکے خلاف فوری طور پر کارروائی کی جائے۔

**جناب اسپیکر:** آپ کی بات درست ہے۔ جی لیاقت صاحب۔

**آغا سید لیاقت علی:** سردار صاحب نے جو کچھ کہا ہے، وہ بالکل صحیح کہا ہے۔ آپکے نوٹ میں ہم لانا چاہتے ہیں کہ ارباب اختیار جو لوگ ہوتے ہیں۔ وہ صرف چیف منستر کے وقت ادھر حاضر ہوتے ہیں۔ اور دوسری جو سب سے بڑی ایک خامی ہے، ان میں۔ وہ یہ ہے کہ یہ ہر وقت یا کسی کونیشن۔ میں یا کسی سرینا ہوٹ کے tea-party میں۔ جو اسمبلی ان کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ کوئی NGO وہ کرتا ہے۔ مثلاً میں آپکو ایک بات بتاؤں، گذشتہ تین چار دن سے تعلیم کا جو سیکرٹری ہے، وہ اپنی seat پر ہے یہ نہیں ایک ہفتے سے۔ جب بھی پوچھو تو وہ کہتا ہے ”کہ جی سرینا ہوٹ میں فلاں فنکشن ہے“۔ جب پوچھو وہ کہتا ہے ”کہ فلاں ہوٹ میں فلاں فنکشن ہے“۔ جب بھی پوچھو اسکے پی اے سے، وہ وہاں پر بیٹھا چائے پی رہا ہوتا ہے۔ وہ زحمت ہی نہیں کرتا ہے۔ اور یہاں اسمبلی

میں تو میرے خیال میں آج تک میں نے اس تعلیم کے ملکے کے سیکرٹری کو نہیں دیکھا ہے۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ جب اسمبلی میں کم سے کم انکو پابند کریں۔ جس طرح سردار صاحب نے کہا ہے کہ ہر سیکرٹری یہ بلا عذر۔ اب افسوس کہ چیف منستر نہیں ہیں۔ even چیف سیکرٹری بھی یہی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ یہ صوبہ ہے۔ ہمارا ایک Status ہے۔ صوبائی اسمبلی کا جو ممبر ہوتا ہے، پہلے تو آپ ہمیں ہمارا Status تادیں کہ either ہم بڑے ہیں یا یہ بڑے ہیں؟ اگر یہ بڑے ہیں تو پھر ہم چھٹی کر جاتے ہیں۔ یہ اتنا بد اخلاقی، اتنا وہ کہ ادھر آنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے ہیں۔ اور چیف سیکرٹری صاحب تو اپنے آپ کو پہنچنے کے لئے President of Pakistan سے اور پر سمجھتا ہے اپنے آپ کو۔ تو آپ انکو، آئی جی کو، چیف سیکرٹری کو اور تمام سیکرٹریز کو پابند کریں۔ اور یہ جو خواہ ادھر جاتے ہیں، اُس دن جب اسمبلی کا مینٹنگ ہوتا ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہمارا کانفرنس ہے۔ کانفرنس کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ ایک NGO نے انکو invite کیا ہوتا ہے، یہ اسلام آباد کے ایک ٹکٹ کے آڑے پر بھی ادھر بھاگتے ہیں۔ سرینا ہوٹل میں بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ تو یہ انکو پابند کیا جائے کہ جب اسمبلی کی کارروائی شروع ہو۔ اور جب اسمبلی کا ایوان کا شروع کا وقت ہو۔ تو یہ انکو پابند کیا جائے کہ یہ کسی بھی کانفرنس و انفرنس میں نہیں جائیں۔ اور یہاں پر ہمارے سوالات یا ہمارے جو بھی ہیں اُسکے جوابات دیں۔

جناب اپیکر: صحیح ہے۔ جی رحمت بلوچ صاحب۔

**جناب رحمت علی صاحب بلوچ:** شکریہ جناب اپیکر sir ایک اہم مسئلہ ہے جو House کی میں توجہ دلانا چاہیا ہوں کہ 30 ستمبر کو Polio-day کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ ابھی ہم لوگ اسلام آباد سے آرہے ہیں۔ وہاں ایک conference attend کر کے۔ بلکہ تمام جو صوبائی اسمبلی کے ممبران تھے وہاں۔ وہ اس بات پر متفق تھے کہ ہم ایک resolution لائیں گے۔ آج ہم لوگ resolution نہیں لاسکے ہیں انشاء اللہ وہ لا کئیں گے۔ کہ تمام ارکان اسمبلی اپنے حلتوں میں، اپنے ضلعوں میں اس چیز کی مگر انی کریں کیونکہ بلوچستان میں جو چار high-risks districts پر تھے، وہاں cases آ رہے تھے۔ ایک سال سے نہیں آ رہے ہیں۔ جیسے قلعہ عبداللہ، پشین، کچلاک، نصیر آباد، جعفر آباد، ان areas میں۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں سے، میں اپنے area کا بتا دوں۔ میں نے کئی دفعہ متعلقہ حکام کو یا لوگوں کو، اخباروں کے ذریعے، letters کے ذریعے بتایا ہے کہ پولیو ہم کا جو پیسہ ہے اسکو بھی corrupt لوگوں نے اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔ میں آپکو یہ فلور پر ذمہ داری سے بتا دوں کہ ڈسٹرکٹ چنگوڑ میں 2007ء کے بعد متواتر یا صحیح معنوں میں، کسی بھی گلی یا شہر یا گاؤں میں کوئی ایسا team practivaliyہ نہیں گیا ہے۔ وہاں کے نام نہاد

corrupt نمائندوں کی وجہ سے۔ ڈی ایچ او ٹھکے پروپریتیں کیے جاتے تھے۔ اور انکے باقاعدہ طور پر، صرف اخباری حد تک بیانات اور dummy ٹیکسٹ میں بنانا، کاغذی حد تک بس وہ پیسے نکالتے تھے۔ اسی لئے میں گزارش کرتا ہوں اس ہاؤس سے کہ یہ ایک اہم اور ایک جہاد نما ایک یہ چیزیں۔ جس طرح ایک انسان کی زندگی کو چانا ہے۔ جس کو پولیو ہوا ہے اُس سے آپ پوچھیں کہ کیا اُس پر گزر رہی ہے۔ اسکی بھرپور ہم لوگ تمام اسمبلی کے ارکان غیرانی کریں۔ اپنے سیاسی کارکنوں کو بھی متوجہ کریں۔ بلکہ پابند کریں کہ وہ اس چیز کی پابندی سے اس مہم کو کامیابی دلائیں۔ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ جی۔ جی۔ دمڑ صاحب۔

**جناب گل محمد دمڑ:** سر میں تو صرف point of order پر یہ بات کہنا چاہوں گا کہ تین چار دن پہلے میں نے اپنے حلقة کا دورہ کیا ہے۔ جہاں جہاں بھی میں گیا ہوں اور دیہات میں جو سکول ہیں۔ وہاں گیا ہوں، بالکل اس امتداد جو ہیں وہ غیر حاضر ہیں اور سکول بند پڑے ہیں۔ اور چھ مہینے سے وہاں حاضری لگواتے ہیں۔ چھ مہینے سے، سال سے وہ گئے نہیں ہیں۔ تجوہ لے رہے ہیں۔ اور پہلے بھی میں نے چیف منستر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لایا ہوں۔ اور انکو میں نے گزارش کی تھی کہ آپ نے تین سیکٹرز میں۔ ہیلاتھ ہے، ایجوکیشن ہے، امن و امان کا مسئلہ ہے۔ انکے لئے کافی آپ نے رقم رکھی ہے۔ لیکن یہ تینوں سیکٹرز جو ہیں یعنی کامی کا شکار ہیں۔ اس پر جو ہے مطلب یہ توجہ دینی چاہیے۔ اور ہمارے پچھے اگر اس طریقے سے ہمارے اپنے لوکل آدمی اگر وہاں کوئی اپنے بچوں کو، اپنے علاقے کے لڑکوں کو نہیں پڑھائیں۔ اور انکے ساتھ زیاتی ہو، ظلم ہو۔ صرف اپنے تجوہ کیلئے، تجوہ لیتے ہوں اور سکول بند پڑے ہوں۔ اسمیں کوئی مطلب ضروری action لینا چاہیے تاکہ وہ کم از کم بچے تو پوچھیں۔ پہلے بھی ہم تعلیم کے لحاظ سے بہت پسمند ہیں۔ خیبر پختونخواہ سے، پنجاب سے، بہت پچھے ہیں۔ ہم انکا مقابلہ تو نہیں کر سکتے ہیں۔ پھر بعد میں جب امتحان آ جاتے ہیں۔ پھر نقل شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر نقل وہ دیتے ہیں ہمارے تو بچوں کی بنیاد ہی ختم ہو چکا ہے۔ تو sir اسمیں گزارش کرنی تھی کہ یہ ذرا بختنی سے ان پر وہ کروائیں تاکہ وہ کم از کم ہمارا جو رقم ہم نے رکھی ہے وہ ضائع تو نہیں جائیں۔ وہ تو بچوں کو پڑھائیں کم از کم بچے آگے جائیں۔ اپنے مستقبل میں، مطلب اپنے مستقبل کیلئے، اپنے والدین کیلئے، اپنے علاقے کیلئے کم از کم ایک مثال تو بنیں۔

**جناب اسپیکر:** جی۔ نصر اللہ صاحب۔

**جناب نصر اللہ ذیریے:** شکریہ جناب اسپیکر۔ جس طرح میرے فضل دوست رحمت بلوچ صاحب

نے کہا کہ 30 ستمبر سے پورے ملک میں تین روزہ پولیو مہم۔ اسکے خلاف ہم چلائی جا رہی ہے پولیو کے جو drops ہیں، وہ پلاۓ جائیں گے۔ یقیناً یہ بات کم از کم خوش آئندی ہے کہ گزشتہ ایک سال سے 14 مارچ سے یہاں ہمارے صوبے میں، بالخصوص میں کہونگا کہ پیشین، قلعہ عبداللہ، کوئٹہ اور دیگر اضلاع میں کوئی case نہیں آیا ہے۔ لیکن آپکو بتتے ہے کہ دنیا نے فیصلہ کیا کہ 2015ء میں تمام دنیا سے پولیو کا جو متاثرین ہیں اسکو ختم کیا جانا چاہیے اور یقیناً اگر ہم نے ختم نہیں کیا تو ہم پرسفری پابندیاں عائد کی جائیں گی۔ اب بھی دنیا میں تاثر ہیں تین چار ممالک ایسے ہیں دنیا میں اسیں پاکستان ہے، ناجیر یا ہے اور افغانستان ہے۔ یقیناً افغانستان نے بہت زیادہ کام کیا انہوں نے بہت زیادہ اسکے خاتمے کیلئے بہت کام کیا۔ اور اب پاکستان اور ناجیر یا تو ہمیں اپنی اس حیثیت کو بحال کرنے کیلئے کہ یہ نہ ہو کہ 2015ء میں ہمارے تمام لوگوں پرسفری پابندی عائد ہوں۔ پھر ہمیں بلا تمیز اسکے کہ آپکی عمر کتنی ہے ایز پورٹ پر ہمیں drops پلاۓ جائیں گے۔ تو یہی ہو گا۔ اسلئے کہ اب حاجی جب جا رہے ہیں تو سعودی عرب نے بھی کہا تھا کہ آپ جو ہیں نا اتنی عمر بندوں کو آپ نہیں بھیجیں۔ تو جناب اپیکر میں تمام ممبران سے request کرو گا کہ وہ اس مہم میں اپنے اپنے حلقوں میں یونین کنسل میں، اپنے اپنے جتنے بھی ان پارٹی کے ممبران ہیں انکو active کریں تاکہ کم از کم ہم اسکا خاتمہ کریں۔ شکر یہ۔  
جناب اپیکر: شکر یہ۔ جی آغا صاحب۔

**جناب آغا سید لیاقت علی:** شکر یہ۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو زیرے صاحب نے جو meeting-attend کی ہے اسلام آباد میں۔ یا جوانکو information دی گئی ہے، یہ غلط ہے۔ کچھلی دفعہ پیشین میں ایک case ہوا ہے جو انہوں نے چھپالیا ہے۔ یہ بالکل میں اسکا گواہ ہوں۔ اور یہ لوگ جیسے رحمت بلوج صاحب نے کہا ہے، یہ بالکل اسکو corruption کا ایک ذریعہ بنایا ہے یہاں پر۔ یہاں کے آفیسرز، یہاں کے وہ جو drops پلانے والے ہیں۔ وہ نہ drops پلاتتے ہیں، نہ کچھ کرتے ہیں۔ پیرا میڈیکل کا اسٹاف ہوتا ہے۔ وہ صرف پیسے demand کرتے ہیں۔ یہ بیٹھ کر کے وہاں پر جا کر کے انکے ساتھ پولیو کے جو آدمی ہوتے ہیں، وہ بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہم نے انکوئی دفعہ report کی ہے ”کہ جی! آپ کے یہ بندے کام نہیں کر رہے ہیں۔ آپ کیوں ایسا کرتے ہو؟“۔ لیکن اُنکے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے۔ لیکن جب انکا باری آ جاتا ہے تو اسلام آباد میں Seminars کرتے ہیں۔ وہی میری پہلے والی بات ہے جو میں نے کہا کہ پھر یہ بڑے بڑے ہو ٹلوں میں لوگوں کو کھانے کھلاتے ہیں۔ ”کہ جی! ہم یہ کرتے ہیں،“ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پیشین اس وقت پولیو سے بالکل پاک نہیں ہے۔ پولیو ہے وہاں پر۔ وہاں ایک

ہوا ہے۔ جو میں ثابت کر سکتا ہوں۔ اور یہ بھی ثابت کر سکتا ہے کہ یہ corruption کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور ~~اس~~ Peoples are involved in this corruption، اس Polion peoples are involved in this corruption، corruption میں میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان پولیو کے اُن آفیسر ان کو جو corruption میں involve ہیں، پہلے ان پر نظر رکھی جائے۔ پھر جو ہماری district involvement ہے، اُس پر نظر رکھی جائے۔ تاکہ یہ واقعی ایک بڑا خطرناک مسئلہ ہے۔ ہمارے اُس پر ban لگنے کا تو علیحدہ سوال ہے۔ لیکن ایک انسان کی جب زندگی مفلوج ہو جاتی ہے۔ وہ ساری زندگی کیلئے وہ مفلوج ہو جاتا ہے وہ شخص تو یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہماری بُنیٰ ہے کہ ہم اُس شخص کو بچائیں اور اُسکی زندگی کو اُسکے کام آنے دیں۔ تو بڑی مہربانی سر۔

**جناب اسپیکر:** جی۔ سردار صاحب trhank you

سردار رضا محمد بڑج: Thank you very much. اس میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو protocol ہوتا ہے polio-vaccine کو لے جانا کا اور اسکو dispense کرنے کا۔ اُسکی پابندی بہت ضروری ہے۔ یہ واقعہ ایسے بھی رونما ہوئے ہیں کہ بہت ساری جگہوں میں پولیو کے drops دیے گئے ہیں۔ لیکن اس کا فائدہ نہیں ہوا ہے۔ اور پورٹ بھی بھی ہے انٹریشن ہیلتھ آر گنائزیشن کی کہ اس میں protocol کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ تو اب مہربانی کر کے اسکو خاص طور پر ذکر کر لیں کہ یہ شامل ہو۔ اور protocol کو پامان نہیں کیا جائے۔ Thank you very much.

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ جی بی بی۔

محترمہ معصومہ حیات: میں آج آپ کی توجہ ایک خاص مسئلے کی طرف کروانا چاہتی ہوں جو میں کچھ دن پہلے میں قلعہ عبداللہ گئی تھی۔ تو وہاں پر Bank کے سامنے پیش عورتوں کی قطار میں لائن بنی ہوئی تھی۔ تو میں آپ لوگوں سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے یا صوبائی اسمبلی کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ ہم لوگ قبائلی لوگ ہیں۔ اور ہماری جو female ہیں، وہ قطار میں کھڑی ہوئی تھیں۔ چونکہ کوئی میں بھی آج کل وہی ہو رہا ہے۔ تو اس حوالے سے میں بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے جو Female خواتین ملازم میں ہیں اکٹے تمام چاہے ہیں۔ اسی حوالے سے میں بھی تجوہ اپنی تجوہ میں آ رہی ہے۔ اور شاید غالباً MCB کا ایک male ہی براخج ہے۔ یا تو اُنکے branches میں آ رہی ہے۔ اسی تجوہ کیے جائیں۔ یا پھر female کیلئے ایک مخصوص booth بنایا جائے جہاں پر عورتیں وہاں پر جا کے آسانی سے اپنی تجوہ اپنی لے سکیں۔

**جناب اسپیکر:** صحیح بات ہے۔ آپ سب معزز اکیں سے گزارش ہے۔ ایک تو اس وقت ٹریزری پیچرا اور

اپوزیشن کا مسئلہ ہے، کچھ مشترک مسئلے ہیں۔ وزیر اعلیٰ زریں ذگان کے ساتھ یہ اس وقت آواران میں اور مجھے جو اطلاعات مل رہی ہیں، کچھ دن وہاں پھرینگے بعده اپنی ٹیم کے۔ لیکن اصول یہ ہوتا ہے ایک team-field میں کام کر رہی ہوتی تو دوسرے نے office سنبھالا ہوتا ہے۔ اسیں نمائندگی ہوتی ہے، پھر نوٹ لیتے ہیں چیزوں کا۔ اگر سیکرٹری مثال ہیلتھ ادھرنہیں ہے آج۔ آواران میں ہیں یا ماشکلیں میں یہ تو اسکا ایڈیشنل سیکرٹری ادھر ہونا چاہیے۔ ایک بڑا آسان طریقہ ہے۔ اور یہ NGO's وغیرہ، یہ کافی، آپ بھائی ہیں میرے، دکھاوا بہت ہے اسیں۔ وہ international fundings ہوتی ہیں، اُنکے نمائندے ہوتے ہیں۔ اسیں کارروائیاں کر کے۔ سرینا بس، آخری پناہ گاہ بنانا ہوا ہے انکا۔ ادھر یہ functions کرتے ہیں، جلدی جلدی نمثالتے ہیں۔ اور ہمارے سیکرٹریز بھی دفتر چھوڑ کے تین، تین دن سینارز۔ سینار میں آدھے کھنٹے یا گھنٹے سے زیادہ ضرورت نہیں ہوتی ہے سیکرٹری کی۔ پھر اسکی جگہ ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھ سکتا ہے۔ ڈپٹی سیکرٹری بیٹھ سکتا ہے۔ وہ نوٹ کر سکتا ہے کہ آخر میں کیا ہے۔ یہ آخری یا opening inauguration میں جائیں۔ discussions کریں اور closing session avoid کرو۔ اگر کام کو

کرنا ہے۔ نہیں کرنا ہے تو پھر اسکا توقع ہی نہیں ہے۔ سب ہمارے سیکرٹریز 70% ہمارے اپنے صوبے کے ہیں۔ صوبے والوں کو زیادہ احساس ہونا چاہے کہ بھی یا رانہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں time دینا چاہیے اپنے مسائل کو حل کرنے کیلئے۔ یہ کچھ چیزیں ہیں جو ہمیں خیال رکھنی ہیں۔ ابھی رحمت بلوج، نصر اللہ صاحب اور اپوزیشن سے بھی، ایک مشترکہ پولیو کے سلسلے میں قرارداد لائیں۔ بی بی کو بھی involve کریں انکا جو اسیں کردار ہے۔ طریقہ کار، خاص طور خواتین کا ہمارے معاشرے میں ہر جگہ پاکستان میں لیکن خصوصی طور پر بلوجستان میں اُنکی اہمیت، عزت اور لفڑس وہی ہم رکھتے ہیں بہت زیادہ۔ تو اسکے لئے ایک علیحدہ، یہ سب چیزیں اُس قرارداد میں لے آئیں۔

جناب رحمت علی بلوج۔ یہ ایک ہے کہ school-admissions کو اس شرط پر وہ مقرر کیا جائے کہ جس بچے کے پولیو جو قطرے وہ complete courses ہیں اُسکے وہی کارڈ ساتھ ہونا چاہیے۔ یا لوکل یا ڈویسائیل پر یہ شرط لازمی قرار دینا چاہیے۔ پھر میرے خیال میں اسکو موثر انداز میں ہم لوگ چلاسکیں گے اس بیماری کے خلاف کوئی اچھا قدم ہوگا۔

جناب اسپیکر: آپ ایک تفصیلی resolution لاں میں، پھر اسی میں Annexures بھی لگا دیں نا۔ سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: جناب اسپیکر! میں ایمانداری سے کہتا ہوں یہ تو آئی گا resolution، پھر ہم

اس پر مزید بات بھی کریں گے۔ ہمارے خود گھر میں، ہمارے بچے تین مہینے سے پولیو والے ہمارا گھر ہسپتال کے ساتھ ہے، نہیں آئے ہیں۔ جب آپ کے پولیو والے نہیں جاتے ہیں۔ تو آپ اسکو کیسے ذمہ دار ٹھہرائیں گے کہ آپ سرفیکٹ لے کر کے آئیں گے وگرنہ آپ کو پھر اسکوں میں داخلہ بند ہے۔ بات یہ نہیں ہے، ہم کو پتہ ہے اپنے علاقے کا کہ وہاں کیا مشکلات ہیں پولیو والے کام نہیں کرتے ہیں۔ جب نہیں کرتے ہیں، وہی آپ اور لیاقت آغا کا کہ وہ گھر میں بیٹھ کر کے موڑ کا کرایہ بھی وہ اپنے جیب سے وصول کر کے کاغذوں کے ذریعے ٹی اے، ڈی اے بھی وہ وصول کر کے۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ میرے گھر میں تین مہینے سے کوئی نہیں آیا ہے۔ ابھی آپ خود اندازہ لگائیں۔ کہ اتنے بڑے علاقے میں لوگ پھر نہیں جائیں گے۔ ابھی تو ہم کو پتہ ہے کہ لوگ نہیں جاتے ہیں۔ بس اپنا وہ نکال کر کے اپنا بستہ اٹھا کر کے، کہیں گپ شپ لگا کر کے پھر واپس آ جاتے ہیں۔ پھر آتے ہیں رپورٹ کرتے ہیں ”کہ یہ ہم کو نہیں چھوڑتے ہیں“، بس ایک بہانہ بنالیا کہ بس یہ وہ ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اسیں میں مزید پھر بات کروں گا، جب یہ resolution لا کیں گے۔

**جناب اسپیکر:** صحیح ہے، آجائے ناپھر اسیں یہ آپ بتائیں۔ جی مفتی گلاب صاحب۔  
**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اسپیکر صاحب یہ جو پولیو کے حوالے سے رحمت صاحب نے جوبات کی ہے۔ وہاں پر ضلعِ ذوب میں ایک لڑکا ہے جو تقریباً کہی سولہ سترہ سال کا ہے۔ یہ تقریباً چار، پانچ مہینے پہلے مولانا شیرانی صاحب کے ہاں آیا تھا۔ اسکے ایک پاؤں پر پولیو کا اثر ہو چکا ہے۔ پھر اس نے کسی ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔ اسکے پاس بھیجا تھا کہ آپ اسکے لئے کچھ علاج کروائیں۔ لیکن اس سے بھی کچھ نہ ہوسکا۔ ابھی تک وہ بچارہ در بدر پھر رہا ہے۔ تو میں اس House کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ صوبائی گورنمنٹ اس پر خصوصی توجہ دے۔ اور اسکے علاج کا اعلان کرائیں۔

**جناب اسپیکر:** وہ بھی ہیں، مفتی صاحب اس طرح کی بہت ساری cases ہیں، ایک مخصوص نہیں، پھر سب کا علاج اس طرح پھرایکے programme کے تحت ہونا چاہیے۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** اکثر پولیس کے ریکارڈ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ختم ہو چکا ہے تقریباً کہیں کسی ضلع میں ایک ہی case آیا ہوگا۔ لیکن اسکو انہوں نے اپنی رجسٹر میں نہیں لایا ہے۔ اسکے بغیر ہماری knowledge میں یہ لڑکا ہے ابھی ہمیں معلوم ہے۔ اگر اسکے علاج کا کوئی وہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو ایجوکیشن کے حوالے سے بات ہوئی ہے ہمارے تقریباً پورے ضلع کی جو ہے چار پانچ بیسیں ہیں جو بچیوں اور بچوں کو سکول کیلئے لاتے ہیں۔ تو انکا تیل کا مسئلہ ہے آئے روز وہ روڈ پر air-lock ہو جاتی ہیں وہ بس۔

پھر جو ہیں بچے ہر تال کرتے ہیں احتجاج کرتے ہیں۔ پھر میں ہمیشہ وہ جو وہاں پر جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہوتا ہے اُسکو فون کرتا ہوں کہ آپ اس بس میں کچھ تیل ڈالوائیں۔ پھر وہ اُسی روز ایک دو روز اُسی تیل پر چلتا ہے لیکن اُسکے لئے کوئی خاص فنڈ نہیں ہے۔ پرسوں بھی انہوں نے احتجاج کیا ہوا تھا کوئی رود پر کہ ہمارے بس میں تیل نہیں ہے لس air-lock ہو چکا ہے۔ اور آج کل جو ہے وہ سکولوں تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ تو میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی بات کی تھی کہ آپ اسکے لئے کام کریں کہ بس کیلئے تیل مہیا ہو جائیں۔ لیکن ابھی تک اس پر کچھ نہیں ہوا ہے۔ جو ایجوکیشن آفیسر ہے ضلع کا وہ چھٹی پر گیا ہوا ہے تقریباً چار مہینے کیلئے۔ اسکا charge کسی کو نہیں دیا گیا ہے ”کہ آپ اسکا charge سنبھال لیں۔ تو ایسی حالت ہے ہماری ایجوکیشن کا۔ آپ اس پر کوئی رو لنگ دیں کہ اس پر کوئی خصوصی توجہ دی جائے اور اس پر ہنگامی بنیادوں پر کام ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔“

**جناب اسپیکر:** شکریہ، وہ ہیں، بہت سی چیزیں ہیں۔ ولیم برکت صاحب، پھر انکے بعد ہینڈری صاحب۔

**جناب ولیم جان برکت:** جناب اسپیکر صاحب میں تھوڑا سا اظہار خیال کرو گا پو یوم ہم کے سلسلے میں ہی۔

اُس میں دو گزارشات ہیں۔ میں کوئی کے ایسے علاقے میں رہتا ہوں جو بہت ہی well-developed علاقے ہیں، مری آباد کا۔ اور اس علاقے میں اور وہاں یہ حالت ہے کہ وہ باہر نمبر لگا کے چلے جاتے ہیں۔ میں سردار صاحب کی بات کی توثیق کرتا ہوں۔ اور گھروں پر نہیں آتے ہیں، باہر صرف دروازوں پر نمبر لگاتے ہیں خواتین اور چلی جاتی ہیں۔ یہ میں جو ہے تقریباً اس صوبے میں بیس، پچیس سال جاری ہے۔ حالات خراب تو ہوئے تین چار سال سے۔ لیکن اُسکی جو صحیح result جو ہے، اس لئے ہمارے سامنے آتا ہے کہ ایک جو عملہ جو ہے انکو check کرنیوالا نہیں ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے۔ آپ اخبارات میں بھی پڑھتے ہو گئے کہ جو عملہ لگایا جاتا ہے اسکو پیسے نہیں دیجے جاتے ہیں۔ وہ کئی کئی مہینے جو ہے وہ پیسوں کیلئے رلتے رہتے ہیں۔ اور جو اوپر آفیسر ان بیٹھ رہتے ہیں، وہ اپنائی اے، ڈی اے لیتے ہیں۔ جو عام عملہ جو ہوتا ہے اُسکو وقت پر اسکا معاوضہ نہیں ملتا ہے۔ اسلئے اُنکی دلچسپی کا بھی امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ اسلئے جب بھی یہ resolution لایا جائے اس میں اس چیز کا بھی خیال کیا جائے کہ جو بھی NGO یا سرکار کے جو لوگ بھی کرتے ہیں جو بھی محکمہ، اُسکو یہ بھی پابند کیا جائے کہ جو بھی اس میں کام کرتا ہے، اُسکو وقت پر اسکا معاوضہ دیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی ہینڈری صاحب۔

**جناب ہینڈری مسح:** جناب اسپیکر! یہاں پر میرے محترم دوست رحمت بلوچ اور نصر اللہ زیرے نے بہت اہم issue-raise کیا ہے۔ کیونکہ آج کا جو بچہ ہے، کل کا وہ نوجوان ہو گا۔ اور نوجوان جو ہے کسی بھی

ملک کی وہ ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔ اور ایک صحت مند حسم میں ایک صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ ایک ذہن ہوتا ہے۔ جہاں تک پولیو مہم کی بات ہے تو ہم دیکھا ہے کہ بلوچستان اور اس ملک کے اندر عرصہ دراز سے یہ مہم شروع ہے۔ مگر آج دن تک بد قدمتی سے کسی بھی ڈسٹرکٹ کی سطح پر اسکی نال تو کوئی progress-report پیش کی جاتی ہے۔ کسی بھی سطح پر، جب اسکی مہم شروع ہوتی ہے، اسکی کوئی monitoring نہیں ہوتی۔ اور یہ صرف یہ خانہ پُری کے تحت کیا جاتا ہے۔ فواؤسیشن ہوتا ہے، وہاں۔ متعلقہ جو اصلاح ہیں وہاں کے ڈپلی کمشنر، کمشنر اور دیگر influenced persons پیتے ہیں اور رخصت ہو جاتے ہیں۔ میں اس فورم کے حوالے سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک بلوچستان میں جب سے یہ مہم شروع ہے، اسیں کتنے بلوچستان کے بچوں کو district-wise data، فراہم کریں کہ کتنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے گئے ہیں؟۔ ان میں یہ data وہ فراہم کریں کہ یہاں پر monitoring-teams جو بنتی ہیں، انکی progress کیا ہے؟۔ آج دن تک ہم نے نہیں دیکھا ہے کہ محکمہ صحت کی طرف سے اونکے اوپر کوئی progress-report شائع ہوا۔ کوئی documentation کی صورت میں کوئی رپورٹ شائع کی گئی ہو۔ یا ایسی کوئی documentary بنی ہوں۔ یہ صرف یہاں پر باہر سے جو فنڈ رہ آتی ہیں، باہر سے جو امداد آتی ہیں، ورلڈ بینک سے یادگیر اداروں سے۔ جب وہ یہاں پر آتی ہیں تو اُسکو ٹھکانے لگانے کیلئے سب کچھ کیا جاتا ہے۔ اگر ہمارے میں احساس ذمہ داری نہیں ہوگی۔ احساس ذمہ داری کا مظاہر نہیں کریں گے۔ تو ہماری آئیوالی نسلیں، ہمارے آئیوالا مستقبل تاریکی کی طرف گامزن ہو گا۔ تو میں اس فورم کے حوالے سے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے وہ دوست جو اس مہم کا حصہ ہیں، انکو مزید اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے قابل احترام ایوان کے دوست ہیں انکو بھی اس مہم میں اُنکے ساتھ دینے کی ضرورت ہے۔ thank you

**جناب اسپیکر:** thank you جناب اسپیکر! شکریہ میں یہ پولیو کے حوالے سے جو دوستوں نے بات کی اس

**میر مجیب الرحمن محمد حسni:** میر اسپیکر! شکریہ میں یہ پولیو کے حوالے سے جو دوستوں نے بات کی اس سے اتفاق کرتا ہوں میری ایک تجویز ہے کہ ہر MPA کے چیئرمین ٹیپ میں district-level committees پر watch process کر سکیں۔ اور جو تمام look-after ہے اسکا اسکو ہر کوئی کوئی نہیں ہوگی کیونکہ اسکے بغیر یہ مسئلے حل نہیں ہو گے۔ میں خود ڈسٹرکٹ ناظم رہا ہوں۔ اسیں جب تک نگرانی نہیں ہوگی کیونکہ جو DHO اور دوسرے جو

آفیسرز میں اُنکی حد تک، وہ کوشش تو کرتے ہیں لیکن جیسے رحمت بلوچ صاحب نے کہا کہ وہ اُسے، اور دوسرے مسائل میں وہ پھنس جاتے ہیں اور نیچے کی level تک وہ پیسہ نہیں جاتا اور وہ village کی level کتنک یہ نہیں جاسکتی ہیں۔ شکریہ۔

**جناب اپیکر:** آپ کی باتوں سے یہ اندازہ ہوا ہے عملی باتیں آپ کرتے ہیں۔ کیونکہ fields میں رہتے ہیں MPA's جو نمائندے ہیں۔ ایک تو MPA's monitoring team اپنے حلقے کا چیز میں ہوں Honorary۔ کوئی تجوہ نہیں مانگ رہا ہے پیسے مانگ رہا ہے نگاہی مانگ رہا ہے۔ اُسکے ساتھ آپ ڈی سی کو گائیں، ڈی سی plus اے سی جہاں ڈی سی۔ سرکاری کام میں نہیں پہنچ رہا، تو اے سی۔ ہو اے سی ہے تو تحصیلدار ہو۔ اُسکے ساتھ اور بھی آپ Team Officers کے۔ اور الیس پی۔ جو ہیں علاقوں میں، پولیس والا نمائندہ وہ بھی لازمی ہیں جائیں۔ لیویز اور پولیس والا پھر ایک Monitoring Team ہو counter ہو check کرنے کیلئے۔ بس وہ افسوس ہوتا ہے کیونکہ ڈالرز باہر سے آ رہا ہے۔ مزے کرو اڑا تو۔ NGOs، Seminars، دورے، اسی میں ہم پورے ہو گئے۔ ان چیزوں کو check کریں۔ رحمت صاحب!، نصر اللہ صاحب! یہ وضاحتیں کریں اسی میں۔ یہ جب آپ لائیں گے ناں resolution کیونکہ ابھی اتفاق، consensus ہو جائے۔ اور آپ عملی چیز پر بھی مشکل سے aid میں رہی ہے۔ یہ aid بھی بند ہونیوالی ہے۔ اگر وہاں آپ کے performance چیخ نہیں ہوئی، وہ جو مغرب ہے وہ تو تیار بیٹھا ہے آپ کے قسم کے aids bnd کرنے کیلئے۔ اُنکو تو وجہ چاہیے۔ وہ اپنے شرط و شرائط پر نہ اعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ ملک چلانا چاہتے ہیں۔ تو وہ آپ سمجھیں ان باتوں کو۔ میرے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ سیاسی طور پر بلوچستان کے لوگ بہت باشور ہیں، ہمارے نمائندے بھی بہت باشور ہیں۔ یہ گزارشیں ہیں۔ اس وقت آپ کے اسمبلی میں کچھ سیکرٹریز بیٹھے ہیں، اُنکو اطلاع کردوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب بعد team کے آواران میں ہیں۔ کچھ وہاں سیکرٹریز گئے ہوئے ہیں۔ سیکرٹری لاء موجود ہیں اس وقت House میں۔ سیکرٹری پی این ڈی (اپیمیٹیشن) اور نمائندے لیبرڈی پارٹی کے، پی ایچ ای کے، اربن پلائیگ اور فائز کے وہ نمائندے موجود ہیں۔ جو اس وقت available تھے آپ کے پاس آئے ہیں۔ لیکن آگلی نشست جو ہوگی، جو بھی منگل کو ہوگی، اس تک، امید کرتے ہیں کہ کچھ آ جائیں گے واپس۔ رونگ یہ ہے کہ اسمبلی کی اگلی نشست میں حکومت تمام صوبائی سیکرٹریز ۔۔۔۔ (داخلت) جی بابت صاحب! اس وقت ہوم ڈیپارٹمنٹ کا کوئی نہیں ہے۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** اصل مسئلہ تو ابھی ہے ہوم والا یا چیف سیکرٹری والا۔ چیف سیکرٹری تو یہ یہیک ہے

دودن سے جو آفت ہے اسیں گیا ہوگا—engage۔ مطلب ہمارا چیف سیکرٹری اکثر جو ہے ان کاموں پر کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔ جمالی صاحب! ہم جو بات کرتے ہیں، تو وہ حقیقت ہیں۔ مطلب پتہ نہیں ہمارا چیف سیکرٹری صاحب کو ٹرانسفر اور اس سے اُسمیں ابھی آپ نے کہا کہ کمیٹی بنائیں level district پر۔ اُسکا جو کام ہے ہم تو اپنے level پر کر لینگے بغیر تنواہ کے بھی کیونکہ ہم نہ اندے ہیں۔ وہاں کے جو ڈپٹی کمشنر ہے یا دوسرا ہے۔ اب ایسے آفسرز ہیں کہ ابھی ہم یہاں بول بھی نہیں سکتے ہیں کہ آفسر جو ہے وہ اکثر جو ہے یعنی حقیقت میں ہماری بات مانے کو۔ وہ جو ہے وہ Royal blood ہے۔ کیونکہ یہ جو بڑے بڑے آفسران ہیں انکو ایک جو ہے prestige کا بھی مسئلہ ہوتا ہے۔ ”کہ ابھی دیکھو! میں اتنا بڑا آدمی ہوں نا۔“ میں 21-22 گریڈ کا آدمی ہوں۔ ایک عام آدمی میرے پاس آ رہا ہے۔ اور وہ ابھی مجھ پر مطلب ہے، حکومت ہے۔ حکومت تو ہم ہیں ناں اگر ہم صحیح معنوں میں تشریع کریں نا۔ یہ تو انتظامیہ ہیں۔ انہوں نے تو implementation کرنا ہے۔ ہماری قانون جو ہم یہاں پر جو بھی بات کرتے ہیں یہ ایک فتح کا ان کو آرڈر ہے مگر اس آرڈر کو وہ لوگ جو ہے نہیں مانتے ہیں اب یہ مسئلہ ہے کہ اس مسئلے کو قانونی لحاظ سے مطلب ابھی بیورو کریں تو قانون نہیں بن سکتے ہیں کہ بن سکتی ہے؟۔

**جناب اسپیکر:** قانون آپ نے بنانا ہے۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** ہاں!

**جناب اسپیکر:** قانون آپ نے بنانا ہے۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** جی ہاں! قانون ہم نے بنانا ہے۔ اور انہوں نے، ابھی جو ہمارا آئی جی صاحب پتہ نہیں ہے، وہ تلاش گشیدہ ہے کہ کدھر ہے؟۔ وہ ہے نہیں۔ پتہ نہیں وہ over-age بھی ہے، میرے خیال میں۔ اور اسکو، اب عمر کا بھی جو انگریز ہے، وہ تو بہت قابل لوگ ہیں۔ وہ بھی کسی عمر میں، خاص عمر کی سطح پر ابھی اُسکا جو ہے صحت بھی اُسکا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ ابھی اس آئی جی پولیس کا۔ ابھی شہر میں یا یہ پولیو ہے، وہ ہمارا جو پہلے ادھر پہلے ایک واقعہ ہوا تھا، کوئی نہیں۔ وہ جو انتظامیہ کے لوگ تھے، ایک واقعہ ہو گیا وہ شہر میں، ایک بھگڑا ہو گیا۔ وہ جو پولیس والے تھے وہ سب سے پہلے بھاگ رہے تھے۔ بھائی! تم کو ہم نے کس لئے رکھا ہے؟۔ پولیس کی معنی ہے کہ وہ جو ہے وہاں کھڑے رہیں۔ ابھی جیسے سردار صاحب نے کہا ہے۔ ابھی پشین میں، بھائی! ہم نے ایک سپاہی کو کس لئے رکھا ہے؟۔ مطلب ایک ملیشاء والے کو ہم نے کیوں رکھا ہے کہ آپ ملازم ہیں۔ اسلئے رکھا ہے کہ آپ جو ہے ناں کریں میں بیٹھیں۔ یعنی آٹھ گھنٹے سپاہی کو کریں پر بھی نہیں بیٹھنا ہے۔

ہمارے سپاہی سگریٹ پیتے ہیں، کرسی پر بیٹھے رہتے ہیں۔ ملیشاں والے وہ جو ہیں انکا stamina کیوں نہیں ہے۔ اتنا staminal ہونا چاہیے۔ تو ابھی یہ جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں، شعوری طور پر ایک یارا! آپ مجھے order دے دو۔ ابھی میں کل گیا ایک آفس میں۔ گیارہ بجے میں گیا۔ گیارہ بجے وہاں وہ آئی جی جو prison ہے، وہ نہیں ہے۔ آپ کیسے چلا سکتے ہو؟ آپ کیسے چلا سکتے؟ وہ جو ہے مرضی کا مالک ہے۔ اسکو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آئی جی کو ٹیکنیفون کرو۔ پہلے آئی جی کو ملایا گا کہ صاحب! یعنی اتنا بھی انکو وہ نہیں ہے کہ بھائی! بابت بڑا ہے یا آئی جی بڑا ہے؟ نا نا! یہ، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے اختیارات نہیں معلوم ہیں۔ آئی جی صاحب ملا۔ پہلے آئی جی لائن پر ہو گا۔ پہلے سیکرٹری لائن پر ہو گا۔ جمالی صاحب! اصل میں وہ پشتو میں کہتے ہیں کہ ”رشتیاد یہ پیچی دا، موردی پنچلہ دو یئی“ اصل میں مسئلہ یہ ہے۔

**جناب اسپیکر:** اردو میں بھی ترجمہ کردیں نا، Press والوں کیلئے اردو میں کر دیں۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** نہیں، نہیں۔ ایک منٹ۔ ابھی میں سیکرٹری کو اپنے کمرے میں بلاستہ ہوں؟۔ ہاں تو بہ کرو بھائی! اس نے آنا ہو گا میرے دفتر میں۔ میں ایک پی اے نہیں، میں انکو حکم دونگا، میں انکو order کروں گا۔ اور یہ آج، نہیں چلے گا کہ پیشین میں پولیس والے ڈیوٹی نہیں دے رہا ہے۔ لیویز والا نہیں دے رہا ہے۔ پہلے جو ہے لیویز نے ڈیوٹی دینا ہے۔ ہم لوگوں نے اسکو سلنے رکھا ہوا ہے کہ تم نے بندوق اٹھانا ہے۔ ہم نے اسکو اسلئے نہیں رکھا ہے۔ صاحب! اس لئے ہم نے پولیس والے کو رکھا ہے کہ اس نے بندوق سنجا نا ہے۔ ابھی پولیو والے کچھ، ابھی تو لوگوں نے، یہ خدا کا فضل ہے کہ ہمارے ملا صاحبان بھی راہ راست پر آگئے ہیں۔ ہمارے لئے یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ میں گل محمد مژر کو سلام کرتا ہوں۔ اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ لوگ تھے کہ ہمارے اسکو لوں کوتا لے لگا رہے تھے۔ آج یہ لوگ اسکو لوں کے بارے میں بول رہے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا نے انکی نیت فراخ کر دی۔ مطلب ہے، یہ لوگ، جب لوگ یہ کہتے تھے۔ آج ہم سب اکھٹے ہیں، پولیو پر پولیو کے خلاف کون بول رہا ہے؟۔ بھائی خدارا! اُس بچوں کو آپ دیکھیں۔ آپ کا دل کیوں نہیں روتا ہے؟۔۔۔ (مداخلت)۔

**جناب اسپیکر:** ایک منٹ وہ بات کر لیں نا، پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** ایک منٹ، مجھے بات کرنے دیں۔ ہمارے یہ پولیو کے خلاف point-out کریں کہ پشتو نخواں میں عوامی پارٹی جو ہے، وہ جو پولیو کے خلاف بول رہی ہے۔ لوگ مسجدوں میں نہیں بولتے ہیں؟۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج یہ پولیو بہت خدا کسی کے بیٹھے کو، خدا کسی کے بچے سے میں۔ کل ہم گئے یہ پولیو والوں

کا، بیچاروں کا جواناً کا تنخوا ہوں کا مسئلہ تھا، ہم نے حل کر دیا ”کہ بھئی! آپکو permanent بھی کر دیں گے۔ نہیں، یہ لیڈی ہیلتھ و کرزز جو ہیں۔ انکے پاس میں گیا۔ وہ کہہ رہے تھے ”کہ بھئی! ہم جو ہے پولیوایک تین دن ہم لوگ پیچھے کرتے ہیں“۔ ہم نے کہا خدار! اب جب پولیویں تاریخ کی بجائے تین تاریخ کو ہو گا تو دنیا کیا کہے گی۔ مگر یہ تمام چزوں پر چیف سیکرٹری نے، سیکرٹری ہیلتھ نے، ایڈیشنل سیکرٹری نے، یہ لوگ آتے نہیں ہیں۔ ان سب کو حاضر ہونا چاہیے۔ آج تو ہفتہ ہے، انکو چھٹی بھئی ہے۔ یہ کیوں گھروں کو جاتے ہیں؟۔ ہم لوگ بیٹھے ہیں انکو بھئی بیٹھنا چاہیے۔ تو صاحب! ہم جو ہیں، پولیو کا جو مسئلہ ہے، جیسے رحمت صاحب نے کہا ہے۔ حقیقت میں ہم رحمت صاحب اور زیرے صاحب! انہوں نے جو بھئی وہاں سے کچھ حاصل کیا ہے یا وہ لوگ جو سمجھے تھے، اُسیں ایک مفصل قرارداد ہونا چاہیے۔ تاکہ ہم اس پولیو ہم کو آگے بڑھائیں۔ یہ ہمارا پہلا قدم ہو گا۔ رہاد و سراجو قدم ہے، جو دوسرے issues ہیں، اس پر بھئی اٹھا دیں گے۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔

جناب عبداللہ جان بابت: پولیو کیلئے خدار! ہم سب ممبر ان کو اس پر توجہ دینا چاہیے۔ ابھی دنیا لگی ہوئی ہے، بالکل اس چیز کو ناکام کرنے کیلئے۔ انسانیت ہے، لوگ ڈر بدر ہیں۔ جیسے سردار صاحب نے کہا، جیسے آغا صاحب نے کہا ہے، جیسے وہم برکت نے کہا ہے۔ قدم ہے خالی نمبریں ہیں۔ یہ ایسا ملک ہے۔ خدا قدم ہے وہ ایک آدمی اسلامیات پڑھ رہا تھا۔ تو اسلامیات تو اُسکو آتی نہیں تھی، ٹیچر تھا۔ تو بعد میں کسی نے پوچھا ہے کہ یہ کیسا اسلامیات ہے؟۔ اس نے بولا! خدا قدم ہے اگر ایسا اسلامیات ہم نے امریکہ میں بھی دیکھا ہے۔ خدا قدم ہے اگر ایسا بوروکری نہ اُنکو کوئی درد ہے، نہ انکے دل میں کوئی درد ہے۔ خدار! رحم کرو اس لوگوں پر، نکلو۔ کمشنر صاحب walk کرتا ہے۔ اسکے ساتھ آٹھ بندے ہوتے ہیں۔ مژاں کمشنر ہے تم، walk کیلئے ہم نے تم بندے نہیں دیئے ہیں۔ تم walk کرتے ہو زرغون روڈ پر۔ ان سب چیزوں کو check کرنا چاہیے ہمیں۔ چھوٹی چھوٹی House میں لانا ہے کہ فلاں سیکرٹری جو ہے۔ ابھی میں اس دن آرہا تھا کمشنر کو بیٹھ زرغون روڈ پر تھا۔ بھئی! کیا کر رہے ہو تم؟۔ تمہارے یہ ذاتی نوکرتو نہیں ہیں۔ ذاتی ملازمین تو تمہارے نہیں ہیں۔ تمہارے walk کیلئے تو یہ ملازم نہیں ہیں۔ کمشنر کے ساتھ کتنے بندے ہیں۔ چیف سیکرٹری کے پیچھے کتنی گاڑیاں ہیں؟۔ فلاں نے ہوم سیکرٹری۔ اور یہ ہوم سیکرٹری کا کیا کمال ہے؟۔ کچھ کیا ہے ہوم سیکرٹری نے؟۔ ہماری حکومت کو ہماری یہ عوام کی حکومت کو، آج یہ لوگ جو ہیں، ختم کرنے پر مٹے ہوئے ہیں۔ اس جمہوری حکومت کو۔ پہلی بار تاریخ میں اس صوبے میں یہاں کے جمہوری لوگوں نے ہمیں mandate دیا ہے۔ آج یہ ان لوگوں کو

برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ ہضم نہیں ہو رہا ہے کہ بس اس طریقے سے ختم کرو۔ ایسے نہیں، کہتے ہیں ”کابینہ نہیں بن رہا ہے“، نہیں بن رہا ہے آسمان نہیں گرا ہے۔ کوئی آسمان نہیں گرا ہے۔ یہ جو چیزیں ہیں minor چیزوں کو ہم لوگوں نے نہیں لانا ہے major چیزوں پر ہم لوگوں نے توجہ دینی ہیں۔ بہت شکریاً you thank جناب۔

**جناب اپیکر:** محترمہ شاہدہ روف صاحبہ۔

**محترمہ شاہدہ روف:** سب سے پہلے تو میں بابت صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گی اس سلسلے میں۔ کہ آپ کہتے ہیں ”ہم حکومت میں ہیں، حکومت میں ہیں“۔ حکومت میں بیٹھ کر opposition کا کردار وہ خود ادا کر رہے ہیں۔ مجھے بولنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ جن چیزوں کو میں point out کرنا چاہتی ہوں، وہ خود ہی کر دیتے ہیں۔ really appreciate you۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جس چیز کو minor کہا ”کہ Cabinet نہیں بن رہی ہیں چھوڑ دو اسکو کہ یہ تو ہر minor سا ہے“۔ آپ مادر پُر آزاد مکملوں کو کیسے control کریں گے؟۔ خدا را! جو سب سے اہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایک responsible ہو۔ جواب دہ ہو، نہیں۔ آپ سیکرٹریز کو یہاں لا کر کیسے جواب طلب کر لیں گے جب تک اسکے اوپر کوئی authority میں نہیں ہے؟۔ سارے ملکے بے لگام ہیں۔ انکو سب سے پہلے کوئی responsible بندا، اُس responsible chair پر بٹھا دیں، جو انکو control کر سکیں۔ اسمبلی میں میں اگر کوئی point-raise کرتی ہوں تو of course میں نے اُسی منسٹر کو پکڑنا ہے جو اس سے concerned ہے۔ اب جب کوئی منسٹر ہی نہیں ہے، تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ سوالوں کا حال کیا ہو رہا ہے۔ آپ کس کو responsible کہیں گے؟۔ تو یہ minor چیز بالکل نہیں ہے۔ بنیاد ہے۔ مجھے تھوڑا سا عجیب بھی لگ رہا ہے یہ بات mention کرتے ہوئے۔ ہم سب اس اسمبلی میں آئے تھے بڑے hyper کمیٹر تک بننے جا رہی تھیں even اپیکر صاحب آپ خود بھی بڑے hyper تھے اُس وقت۔ بات یہ ہے کہ ابھی تک تو کابینہ ہی نہیں بن سکی تو کمیٹر، چیئرمین اور وہ کام، وہ نہیں ہو سکے گا پھر۔ تو جو چیزیں جو ہماری faults ہیں انکو نہیں admit کر لینا چاہیے۔ چار میں پانچ، میں گزرنے کو ہیں، ہم ابھی تک جو ہمارے اندر کمزوریاں ہیں انکو ما نتے ہوئے for God sake ہے۔ اس طرف آجائیں کہ حل یہاں پر آ جائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بیورو کریمی کو اگر ہم نے کہا کہ وہ بے لگام ہیں۔ تو اسکی بھی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم نے انکو بے لگام کیا ہوا ہے۔ انکو آپ accountable کریں۔ انکو آپ یہاں تک لے کر آئے ہیں۔ اپنے سروں پر خود ہی بٹھا کر، آپ اپنے سروں سے کس طرح اُتاریں گے۔ ہمارے کرتوں ہیں جو وہ یہاں تک پہنچ ہوئے ہیں۔ ایک

ایسا بندہ ہو جو اسکو punish کر نیوالا ہو۔ ایک ایسا بندہ ہو جو ان سے باز پرس کر سکیں۔ جب اوپر سے لیکر نیچے تک سب کچھ گہڑا ہو گا تو آپ کہاں کہاں پر حساب لیتے پھریں گے۔ تو یہ چیز جس کو آپ minor کہہ رہے ہیں تک سب کچھ گہڑا ہو گا تو آپ کہاں کہاں پر حساب لیتے پھریں گے۔ تو یہ چیز جس کو آپ seats کہہ رہے ہیں ہے اسکو consider کریں، جتنی جلدی ہو سکتا ہے، ان for God sake ہوں وہ ہمارے سامنے bndے لیکر آئیں تاکہ ہم ان سے پھر تاکہ وہ accountable ہوں وہ ہمارے سامنے reasonable ہے۔ ہم انکو کہہ سکیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ پولیو کا ذکر ہوا۔ علماء نے واقعی ہی اس میں contribute کیا ہے۔ آپ کی بھی contribution بالکل ہو گی۔ لیکن ہم نے اس طرح gape کیا ہے کہ جو جو ہماری جمیعت کے لوگ ہیں، جو جو ہیں اپنے اپنے علاقوں میں، وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلاتے ہیں اور انکو publish کیا جاتا ہے تاکہ وہ ایک عوام میں۔ اور علماء میں جو hurdle ہے اسکو ختم کیا جاسکے۔ اور ایک وہ جو انکے خلاف ایک campaign چل رہی تھی کہ اس میں ہیں علماء۔ اور وہ اس چیز کو ہونے نہیں دے رہے ہیں۔ تو اسکے لیے ہم نے تو خود steps اٹھائے ہیں۔ چاہے وہ شیرانی صاحب ہوں۔ چاہے وہ مولانا فضل الرحمن ہوں۔ ہمارے جتنے لیڈرز ہیں وہ خود اسکو اپنے طور پر آگے آ کے handle کر رہے ہیں۔ یہ ایک دو points تھے، جن کو میں نے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی اپنا زیارت وال صاحب منظور صاحب آپ اس سلسلے میں بات کرنا چاہیں گے۔

کیونکہ ابھی وہ آگیا ہے ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

**جناب رحمت علی صاحب بلوچ:** جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**جناب رحمت علی صاحب بلوچ:** میں sir ایک تجویز دیتا ہوں آپکو۔ آپ رولنگ دینے جا رہے تھے۔ آپ یہ 30 ستمبر سے جو پولیو ہم ہے، آپ ایک رولنگ دے دیں کہ صوبے کے تمام اسکو اس دن پولیو کے طور پر day منائیں اور انکو پابند کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے زیارت وال صاحب بھی نوٹ کر لیں اس چیز کو۔ منظور کا کوئی صاحب بات کر لیں۔

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** جناب اسپیکر! یہاں پر بات ہو رہی تھی پولیو کے حوالے سے۔ حقیقتاً اگر ہم سب اس میں contribution کریں تو ہم اپنے future کو بچاسکتے ہیں۔ اور ایک اچھا مستقبل اچھا futuer دے سکتے ہیں۔ پولیو کے حوالے سے جہاں سے UNICEF ہمیں donate کرتی ہے یا جو کچھ بھی کرتی ہے اسکے بعد جو ہم پولیو کے قطرے دیتے ہیں آآیا وہ قطرے اُسی طرح ہوتے ہیں یا اس میں کوئی تبدیلی آچکی

ہوتی ہیں۔ کوئی چیز تو ہم لے لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں جو result نہیں مل رہا ہے اسکی main وجہ یہی ہے جناب اپیکر رحمت علی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں انکے knowledge میں بھی لانا چاہتا ہوں۔ نصراللہ زیرے صاحب بھی ہیں کہ جو قطرے ہوتے ہیں خاص کر ہمارا جو concentration ہے وہ اُسی پر رہنا چاہیے۔ اگر وہ صحیح، جیسے ہمیں ملتی ہیں، اگر ہم اسکو استعمال کریں تو میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ ہم جس جنگ پر نکلے ہیں پولیو کے خاتمے پر ہم اُس تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں پر بات ہوئی بیورو کریسی کی۔ جناب اپیکر! بیورو کریسی ریڑھ کی ہڈی رکھتی ہے۔ ہم نے اور بیورو کریسی نے مل کر اس شہر کے لیے عوام کے لیے کام کرنا ہے۔

**جناب اپیکر:** سارے صوبے کے لیے شہر سے نکلے صوبے کی بات کریں۔

**جناب منظور احمد خان کا کثر:** میں اُسی طرف آ رہا ہوں sir۔ ہم لوگوں نے کرنا ہے مل کر۔ یا کیلا ہمارا کام نہیں یا بیورو کریسی کا کام نہیں ہے۔ جناب اپیکر! خامیاں ہم میں بھی ہوں گی اُن میں بھی ہوں گے۔ لیکن ہم لوگوں کو عوام نے mandate دیا ہے ہمیں یہاں بھیجا ہے اس ایوان میں ہم اُنکے جو مسئلے مسائل ہیں انکو حل کر سکیں۔ کس طرح حل کرتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم یہاں آئیں، بتیں کریں تقریریں کریں اسکے بعد اس پر کوئی عمل نہ ہو۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ ہوگا تب ہم جا کر جو پہلے ادوار کے حکومتیں گزری ہیں تو ہماری حکومت بھی اس طرح ہوگی۔ یہاں پر بات ہوئی کمیٹیوں کی۔ جناب اپیکر! جب دس سال، پانچ سال آپ نے بغیر آئین کے اس اسمبلی کو چلا�ا ہے۔ آرٹیکل 88 کے تحت۔ اس تین مہینے میں آپ کیا بات کرتے ہو کمیٹیوں کی۔ یہاں کمیٹیوں کی ذکر تو آیا۔ لیکن پہلے ادوار میں پورے پانچ سال بغیر آئین کے یہ اسمبلی چلی ہے۔ انشاء اللہ کمیٹیاں بھی جلد بنیں گی۔ حکومت بھی جلد بنیں گی۔ جناب اپیکر! میں بار بار یہی تکرار کروں گا کہ ہم نے مل کر چلانا ہے، ہم نے deliver کرنا ہے۔ Thank you جناب اپیکر۔

**جناب اپیکر:** Thank you جی۔ اس سے پہلے کہ زیارت وال صاحب۔ جی موئی خیل صاحب۔

**مولوی معاذ اللہ موئی خیل:** جناب اپیکر! ساتھیوں نے پولیو کے حوالے سے جو باتیں کی ہے، یقیناً تمام صوبہ اس مسئلے سے دوچار ہیں۔ اور خاص کر میرے جیسے ضلع بعض ساتھیوں نے دیکھا ہے، اسکا شہر بھی بہت چھوٹا ہے۔ اکثر پہاڑی علاقے ہیں۔ یہ کام جو لوگ چلا رہے ہیں۔ پوری معلومات تو ہمیں بھی نہیں ہے۔ پولیو ہم کو جاتے ہیں، قدر کے کسی کو پلاتے ہیں۔ شاید اس کا سر پرستی کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے۔ وہ پہاڑی علاقے ہیں۔ ایک میل کے آگے پھر دو گھنٹے ہیں۔ اُن دو گھنٹوں پر کوئی بھی نہیں جاتے

بیں۔ چاہے اسیں یہ بیماری موجود ہی کیوں نہ ہو۔ کسی بچے کو پولیو نے اثر کیوں نہ کیا ہوا ہو۔ میرے ضلع میں پولیو کا طریقہ کارتو ایسے ہیں، کسی عام آدمی کو کوئی روزانہ جیسے کسی کام کے لیے پانپ کھلا کرنے کے لیے یادیوار بنانے کے لیے روزانہ دیتے ہیں کہ جاؤ اعلاء میں۔ تو اب باہر والا علاقہ ایسے ہیں جب وہ کام والا آدمی کلی میں جاتے ہیں تو وہاں گھروں میں کوئی نہیں ہوتا ہے۔ باپ بارکھان پر گیا ہوتا ہے۔ بچوں کام جو ہوتا ہے وہ باہر کا زندگی ہے۔ پانی لانے کے لیے گیا ہوتا ہے۔ تو دوبارہ وہاں کوئی نہیں جاتا ہے۔ شاید بعض علاقے ایسے ہیں کہ سارے زندگی میں جب پولیو کا سسٹم شروع ہوا۔ کسی بچے کو پولیو کا قطرہ نہیں ملا ہوگا۔ یقیناً جو بھی مناسب ہو سارے صوبے کے لیے خاص کر پہاڑی علاقوں کے لیے، جتنے بھی بہتر طریقہ کار ہو، انشاء اللہ ہم اسیں حمایت کریں گے۔ آپ لوگوں کے توسط سے۔ دوسرا جیسے حاجی گل محمد صاحب نے تعلیم یا اسکول کے حوالے سے آپ لوگ بھی شکایت کر رہے ہیں۔ جو شہروں میں آباد ہیں۔ آپکے بچے بھی تعلیم سے محروم ہیں۔ جو شہروں میں اکثر لوگ آباد ہیں۔ جو لوگ پہاڑوں میں رہ رہے ہیں، وہاں ماسٹر ہے، کمرہ نہیں ہے۔ یا کمرہ ہے ماسٹر نہیں ہے۔ تو وہاں کے بچوں کا، ان لوگوں کے بچوں کا کیا حال ہوگا۔ اور اسی طریقہ سے مکمل صحت کسی نے اپنے کلی کے لیے کوئی آسمانی ڈپنسنری کا نام منظور کرایا ہے۔ دوائیوں کا۔ کوئی ڈاکٹر یا کمپاؤنڈر کے ذمہ لگایا ہو کہ پتہ نہیں وہ کب وہاں یہ دوائی لے جاتے ہیں۔ میرے ضلع کے حوالے سے میرے خیال میں اسکے اوپر کوئی ایسے سر پرست جیسے بابت صاحب شکایت کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ بڑا کون ہے چھوٹا کون ہے۔ یہ مسئلہ کس کے پاس لے جائیں گے؟۔ جب کوئی آدمی ڈی ایچ او کے پاس جاتا ہے۔ شاید وہ اپنے آپ کو چھوٹا کارالینے کے لیے ڈی سی کا کہہ دیتے ہیں۔ جب کوئی آدمی ڈی سی کے پاس چلے جاتے ہیں، وہ اپنے آپ کو اس مسئلے سے فارغ کرنے کے لیے وہ پھر تحصیلدار صاحب کا کہہ دیتے ہیں۔ میری گزارش ہے اس ہال میں موجود حاضرین حضرات سے کہ کوئی ایسے قانون ہونا چاہیے۔ اگر اس قانون کے مطابق کوئی نہیں چلیں، اس کا کوئی بڑا معلوم ہو کہ اسکے پاس آخر کوئی شکایت لے جانا چاہیے۔ اب ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ سیکرٹری حاضر نہیں ہے فلاں ہے۔ بہر حال میں کسی کا مخالفت نہیں کرتا ہوں میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جتنے بھی محکموں کا سیکرٹری ہیں۔ ہم اُن سے کیا مانگیں؟۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم جائیں سیکرٹری کو پہچان لیں۔ سیکرٹری کا شکل دیکھ لیں۔ سیکرٹری کا دفتر دیکھ لیں۔ سیکرٹری صاحب کا نام اور اس کا نمبر لے لیں۔ یہ تو یقیناً اس وقت ہمارے فائدہ ہوگا۔ کام کے حوالے سے، شاید، وہ سیکرٹری بھی یہی کہیں گا، ”کہ میں کیا کام کروں؟“۔ خدا کرے یا یوں ہمارے مشترک تمام صوبے کا ہے۔

**جناب اسپیکر:** تھوڑا زلزلہ آ رہا ہے، آرام سے۔ ایک منٹ مولانا صاحب! تھوڑا سما جھکنا آ رہا ہے۔

بیٹھے رہیں۔ دُعا مانگیں، خیر ہو۔ مولوی صاحب آپ جلدی سے دُعا مانگیں۔ نہیں ہے تھوڑا جھنگا ہے۔ میرے خیال میں پانچ منٹ کیلئے ایوان کو adjourn کرتے ہیں۔ First shocks کے بعد دوسرے بھی آرہے ہیں۔ پانچ منٹ، دس منٹ کے adjourn کو House کو adjourn کرتے ہیں۔ باہر نکلتے ہیں۔ کیوں پہلے joult کے بعد دوسرا بھی joult آیا ہے۔ آئیں چلیں۔ اگر وہ continue کرتے ہیں، تو بتائیں۔ آرہا ہے جی، آجائیں۔ ابھی تیسرا جھنگا آیا ہے۔ دس منٹ کے لیے وقفہ کرتے ہیں۔ آجائیں۔ تیسرا جھنگا بھی آرہا ہے ادھر محسوس ہو رہا ہے، آجائیں۔

(اسمبلی کا اجلاس بعد از دوپہر 1۔ بجکر 35 منٹ پر ملتی ہوا۔)

اجلاس دوبارہ بعد از دوپہر 2 بجے زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی، جناب اسپیکر، شروع ہوا)

**جناب اسپیکر:** اچھا کچھ باتیں آپ کو میں اعتماد میں لے لوں کچھ مبہر آجائیں سردار اصحاب۔ جی پانچ منٹ سے کم بولیں، جھٹکے پہلے آ جاتے ہیں۔ حیم زیارت وال صاحب! ایک تو الگی نشست میں نا آپ، حکومت، احکامات دے کر تمام سیکرٹریز موجود ہوں۔ اگر وہ شہر میں نہیں ہیں، ڈیوٹیوں پر گئے ہوئے ہیں، زندگے کے علاقے میں گئے ہوئے ہیں، تو انکے ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہوں۔ نمائندگی تو ہونا۔ یہ محسوس نہ ہو۔ ابھی جیسے آج ہے، پولیوکا بڑا genuine مسئلہ اٹھایا ہمارے MPA's نے۔ اور اسیں اچھی رائے آئی۔ لیکن ہیلاتھی طرف سے کوئی نہیں تھا۔ نہ سیکرٹری۔ میں سمجھتا ہوں گیا ہوگا آواران۔ لیکن ایڈیشنل سیکرٹری تو ہونا۔ کوئی تو ہو نوٹ کرنے والا۔ ہوم سیکرٹری اگر گیا ہوا ہے، ادھر مسائل ہیں، تو ایڈیشنل ہوم سیکرٹری کو یہاں ہونا چاہیے۔ حکومت کی نمائندگی ضرور ہو۔ جی پابند کر دیں۔ ہمارے ٹریئری پیپر کو زیادہ شکایت تھی کہ کیوں نہیں موجود یہ۔ جی! آپ ابھی جو مولانا صاحب نے تقریر شروع کی تھی، آپ اختتام اس سے کریں۔ آپ تو چاہتے تھے کہ زلزلوں کے جھنکوں کے دوران ہم ادھری بیٹھے رہیں، لئکے بھی نہیں۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** سرہم لوگوں سے زیادہ دلیر عورتیں ہیں، ہماری جو خواتین ہیں، وہ بیٹھی رہیں، ہم بھاگ گئے۔

**جناب اسپیکر:** خواتین نے تو ہمیں پہلے کہا ”کہ جی! زلزلہ آ رہا ہے“۔ ہم مردوں کو تو ہوش ہی نہیں تھا۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** بہر حال میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں خواتین ممبران کو کہ وہ بیٹھی رہیں۔ کہتے ہیں کہ عورت کمزور دل ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں وہ دلیر عورت ہوتی ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ایک تو میں۔ گزارش کروں گا کہ وہ جو ہمارے قبائلی علاقوں میں لیویز اہلکار ہوتے ہیں وہ جب بیمار ہو جاتے ہیں یا

ضعیف العمر ہو جاتے ہیں یا پھر وہ ڈیوٹی کرنا نہیں چاہتے، تو اُسکی جگہ ہم بازگیر بھرتی کرتے ہیں۔ میرے خیال بازگیر سارے صحبتے ہوں گے وہ اُسکا substitute ہوتا ہے۔

**جناب اسپیکر:** عوضی کا لفظ استعمال کریں۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** عوضی۔ تو چونکہ گورنمنٹ ابھی 100 دن سے زیادہ ہو گئے ہیں، ابھی تک اپنے منسٹروں غیرہ نہیں بنائے۔ تو یا تو سیکرٹریوں کو عوضی بنادیں۔ اگر وہ سیکرٹری صاحبان عوضی نہیں بنانا چاہیں تو ہماری اپوزیشن کی خدمات حاضر ہیں۔ اتنے تک ہم انکی جگہ پر کام کرتے رہیں۔ یہ دیکھیں ناں یا ایوان کا ستحقاق مجرد ہو رہا ہے کہ جب بھی سوالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ”تو جواب موصول نہیں ہوا جواب موصول نہیں ہوا۔“ ٹھیک ہے منسٹر صاحبان نہیں ہیں منسٹر صاحبان نے تو جواب نہیں بنانا ہیں۔ سیکرٹری صاحبان بھی تکلیف نہیں کر رہے ہیں کہ انکی جواب ہمیں دے دیں ہم پوچھ رہے ہیں کچھ ان سے۔ تو اگر سیکرٹری صاحبان بھی معزور ہے اسیں تو ہم اپنے ساتھی بٹھایتے ہیں یہ سوال جواب کے سلسلے میں۔ دوسرا ہم چیز جو میں اس وقت discuss کرنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب۔ زلزلہ ہے جو تھوڑی دیر پہلے یہاں بھی، اس ایوان کو ہلا کر تھوڑا سا باہر نکال دیا۔ تو آپ اس چیز سے اندازہ لگاسکتے ہیں کہ ہمیں اپنی جان کتنی عزیز ہے اور ہم جو حالات جو میدیا ہماری بہت اور ہماری طاقت اور ہمارا سلسلہ یہ ہے کہ ہم کس حد تک ابھی زلزلہ زدگان کے پاس پہنچے ہیں اور انکی اشک شوئی جوئی کی ہے یہاں ایک معمولی جھٹکا آیا اور سارے ایوان جو ہے خالی ہو گیا میرے خیال میں گلیریاں بھی خالی ہو گئی اس وقت میرے کچھ مہمان تھے گلیری میں بٹھانا چاہ رہا تھا تو گلیری میں جگہ نہیں تھی۔ جب یہ چھوٹا سا جھٹکا آیا تو گلیریاں بھی خالی ہو گئیں۔ تو آپ اس چیز سے اندازہ کریں کہ جو بے یار و مددگار تھی دھوپ میں اڑتی ریت میں مخصوص بچے پڑے ہیں ان پر کیا گزر رہی ہو گی اور ہم ان میں کتنے مغلص ہیں۔ photo-session تو بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ کہیں سے جو ہے ناں سی ایم بخاب تشریف لارہے ہے کئی سے سی ایم سند تشریف لارہے ہیں اور ہمیں کا پڑیں میٹھے ہوئے ہیں اور جب بریفتگ ہو رہی ہیں تو اخبار میں آپ دیکھ سکتے ہیں وہ میرے خیال میں پکے کوئی ریسٹ ہاؤس ہیں یا something اُسیں میٹھ کریا کھڑے ہو کر بڑے غصہ آور ہمارے جو interior minister ہیں، اُسکا غصہ بھرا چہرہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور باقی ٹیموں کی طرح باقی اسکے ساتھ کھڑے ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا کہ یہ photo-session اور لاشوں پر یہ جو لوگ عذاب میں ہیں، ان پر ہم سیاست کرنا چھوڑ دیں۔ اس وقت پوری دنیا کی توجہ ہمارے زلزلہ زدگان کے اوپر ہیں۔ اور وہ انٹریشنل کمیونٹی چاہ رہی ہیں کہ انکی ہر طریقے سے مدد کی جائے۔ اب بنیادی سوال یہاں پر دو

سوال اٹھتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ so-called جو سرچاریا جو بھی انکونام دیا جا رہا ہے۔ کہ جی انکی طرف سے مذاحمت ہو رہی ہیں۔ میں اس Floor پر اور میدیا کے ذریعے ان سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی اگر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بلوچستان ہم سب کی جان ہے۔ میں challenge پر کہتا ہوں کہ کوئی طاقت کوئی بندہ کوئی طاقت کوئی قوم یہاں آباد قوموں کو اس صوبے کی حکومت یا اسکے حقوق سے محروم نہیں کر سکتی چاہے وہ بلوچ ہے پشتون ہے کیتھران ہے براہوئی ہے سندھی ہے پنجابی ہے۔ وہ سن sons of soil ہیں۔ یہاں اُنکے آبا اجداد کی سوسالوں سے دوسوسالوں سے قبریں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کوئی بھی اتنا کمزور نہیں ہیں کہ وہ اپنے باپ دادا، اجداد کی قبریں چھوڑ کے سکی کے گیڈڑ بھیکوں کی سُن کے یہ صوبہ چھوڑی دینگے۔ توجہ بیہاں پر رہنا ہے تو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کی فضاء میں رہنا چاہیئے اور وہی سرچاریا جو بھی اپنے آپ کو کہتے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی چھوڑ دیں یہ چیزیں۔ اُنکے لیئے بڑا time پڑا ہے۔ ہم ادھر ہیں وہ ادھر ہیں۔ حکومت ادھر ہے دنیا ادھر ہے۔ وہ جو کرنا یا انہوں نے کرتے رہیں۔ اس وقت وہ ترس کھائیں ان بچوں پر ان عورتوں پر ان علاقوں پر ان ماوں بہنوں پر کہ وہ آرام سے بیٹھے ہیں۔ اب اس وقت ہماری حالت یہ ہے جناب اپنے صاحب! کہ اگر ہمارے دو ہزار فوجی گئے ہوئے ہیں مجھ سے زیادہ آپ بہتر سمجھتے ہیں آپ فوج میں رہے ہیں۔ ایک SOP ہوتی ہے کہ جی جو بندر میں بیٹھا ہے اُسکو فتح کرنے کیلئے اُس سے چار گناہیاں چھ گنا آپ کو بھیجنا پڑتا ہے۔ تو ہماری جو افواج پاکستان، فوج کے لوگ گئے ہوئے ہیں اگر دو ہزار آدمی بھی وہاں گئے ہوئے ہیں تو پندرہ سو آدمی وہ پانچ سو آدمی جو relief کاموں کیلئے جا رہے ہیں۔ پندرہ سو آدمی اُنکی حفاظت کر رہے ہیں۔ تو یہ ماحول ختم ہونا چاہیئے۔ internation level پر آپ کو offers آ رہی ہیں جیسے کہ میرے table پر پڑا تھا چاننا گورنمنٹ نے اسی طریقے سے ہر جگہ سے۔ اس کا ایک پروگرام ایک لائچ عمل ٹریپری پیغمبر حکومت بنائے۔ جب بارش ہونے لگتی ہے تو اس وقت ہم چھتری ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے پاس پہلے چھتری موجود ہونی چاہیئے۔ اگر کہیں پر سیلا ب آتا ہے اسکے لیئے پہ موجود ہونا چاہیئے جیسے کہ آفات ہیں۔ اب سیلا ب ہے مستقل پاکستان کی بیماری ہے۔ ہر سال سیلا ب آتا ہے۔ لیکن NDMA نہ PDMA کچھ بھی نہیں ہیں۔ وہ خالی تجوہوں لے رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ سیاسی طور پر اُنکے تابدے ادھر ادھر وہ چارٹنیٹ اٹھا کے ادھر لے جاتے ہیں۔ وہی ٹینٹ ٹینٹ۔ جناب ٹینٹ سے نہیں ہوتا ہے۔ آپ مستقل اسکا علاج کریں۔ اب جو لوگ بیگار میں ہیں مشکل آرام تربت میں۔ آپ اُنکے rehabiliate کرنے کیلئے کیا کر رہے ہیں؟۔ ٹینٹ تو عارضی طور پر آپ اُسکو دیں گے۔ آپ کے پاس کیا

پروگرام ہے؟ کیا انہوں نے حکومت نے یا ٹریزیری پیغام ابھی تک ایک لفظ ایک لائن دی ہے کہ ہمارا مستقبل میں یہ پروگرام ہے کہ ہم انکو rehabilitate کریں گے، 80%， 90% لوگوں کے کچھ گھر، گرے ہیں۔ آپ ڈسمن اللہ کریں M-8 بنائیں۔ M-8 کے آس پاس جیسے کہ آپ کے موڑوے بنے ہوئے ہیں۔ اُسکے آس پاس بستیاں آباد ہوئی ہیں لوگوں کو کچے مکانات بنانے کے دلیل۔ ملک ریاض نے اعلان کیا ہے دولاکھ روپے کا، ایسے بیٹھے ہیں۔ king tycoon بیٹھے ہوئے ہیں جن کے پاس کھربوں روپے نہیں ڈال رہیں۔ انکو آپ بنا لیں۔ کہ جی یہ ہمارا غریب بلوجستان ہے انکو آپ گھر بنانے کے دلیل۔ انکو زلزلہ پروف، ڈینا میں، جاپان میں آپ جائیں اس سے زیادہ زلزلے آتے ہیں لیکن وہ اپنے گھروں میں محفوظ ہیں۔ تو کیا یہاں پر وہ زلزلہ پروف گھر نہیں بن سکتے؟ بلوجستان خاص کر کوئی یہ علاقے جہاں زیادہ تر زلزلے آتے رہتے ہیں۔ آپ اخبار اٹھا کر کے دیکھ لیں۔ تاریخ، آپکو ہر سال دوسرے سال تیرے سال یہاں casualties کرے دیکھ لیں۔ تاریخ، آپکو ہر سال دوسرے سال یہاں ڈسمن اللہ کریں اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ مرکزی حکومت تو آپکو یہاں وزیر اعلیٰ بنادیتی ہے آپکی کابینہ بنادیتی ہے آپ کے محکمے قسم کرتی ہے۔ کیا وہ اُنکے آنکھوں پر پُٹی بندھی ہوئی ہے کہ یہاں کے لوگ ڈر بدر ہیں۔ آپ دیکھیں تو صحیح ابھی تک میدیا وہاں پر نہیں گیا ہے میڈیا جائے وہاں پر حشر دیکھ لیں کہ وہاں کیا حشر برپا ہے۔ کسی عورت کی ٹانگ نہیں ہے وہ پڑی ہوئی ہے ابھی تک بدستور۔ فوجی۔ جب ہر چیز فوج نے کرنا ہے تو آپ پھر کس مرض کی دوا ہیں؟ آپ ہر چیز میں، سیلا ب آتا ہے فوجی بھائی جائیں وہاں پر۔ یہاں پر زلزلہ آتا ہے فوجی بھائی جائیں۔ آپ پھر آپ اٹھ کے فوجیوں کو مارتے بھی آپ ہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ فوج کو اپنی جگہ پر رکھیں۔ وہ آپ کے سرحدوں کی حفاظت کریں آپ اٹھیں آپ ایک جذبہ پیدا کریں کم از کم یہ آفات کا تو سامنا کریں جی۔ اب international level پر جو امداد آ رہی ہے آپ مجھے انچارج لگائیں گے چارٹینٹ میں انکو دوں گاچھ میں ادھر بازار میں بیچ دوں گا۔ کیا یہ نہیں کے ہیں؟ آپ کے علاقے میں سیلا ب آیا تھا کیا خشر ہوا آپکی امدادی سامان کا؟ آپ اپنیکر صاحب اس چیز کے گواہ ہیں۔ کہ مارکیٹوں میں بکا ہے۔ نیٹو کے جو uniforms ہیں وہ یہاں پک سکتے ہیں کہ کیا ہم آج اتنے honest ہو گئے ہیں کہ یہ جو وہ آواران میں مشکلے میں ڈر بدر پڑے ہوئے ہیں ریت میں جو ہیں ناں دفن ہیں۔ ہم ان پر ترس کھائیں گے۔ اور ہم جو ہے ناں ان تک پوری امداد پہنچائیں گے۔ اب تو حالت یہ ہے کہ آپ نیچے اُتر کے انکو امداد نہیں دے سکتے ہیں بھکاریوں کی طرح ہمیں کا پڑ سے پھینک رہے ہیں۔ اُٹا آپ انکو لدار ہے ہیں۔ ایک ٹینٹ پر دس دس آدمی جھگڑا رہے ہیں اور ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ میں تنقید نہیں کر رہا

ہوں میں سیاست نہیں چکار ہاں ہوں آئیں میدان میں ہم آپکے ساتھ ہیں۔ ؎سم اللہ کریں پورا ایوان چلے میں اُس گاڑی کی front seat پر بیٹھنے کو تیر ہوں چلیں آواران چلیں جس سرچار نے مارنا ہے مار دیں۔ اپنے بھائیوں کیلئے مریں گے ناں جی۔ وہاں پر جا کے کوئی مستقل پروگرام بنائیں۔ یہ تو پچوں والا کھیل ہے یہ سیلوز کھڑے ہیں آپکے ادھر سے جو ہے ناں چارٹینٹ نکالتے ہیں اور اخبار، آپ میڈیا کا کوئی بھی اخبار اٹھا کر کے دیکھ لیں front page سے لیکر back page تک۔ یہ M.P.A. یہ جمعیت، یہ نیشنل پارٹی یہ پشتو نخوا پارٹی، یہ مسلم لیگ (نواز) یہ مسلم لیگ (ق) یہ عمران خان۔ سب نے جو ہے ناں اپنی سیاست چکائی ہوئی ہے کہ جی فلاناں کمپ لگا رہے ہے فلاناں یہ کر رہا ہے۔ نہیں ان چیزوں سے کچھ نہیں ہونا ہے۔ یہ اخبار تو نہیں کھائیں گے وہ۔ انکو کپڑا چاپیئے نگے پڑے ہوئے ہیں وہاں پر۔ کچھ نہیں رہا ہے۔ اب زیارت میں جوز نزلہ آیا تھا کیا ہوا؟ قائدِ عظم ریزیدنی اڑا دی گئی ہے یہاں پر آئے کہ جی photo-session ہوا ہے interior minister کے تین میئنے میں میں rehabilate کروں گا۔ اُسکو آج تک اُسکی جو وہ جوانی میں جوتا ہوئی ہیں اُسکی چادریں۔ ملبہ کسی نے نہیں اٹھایا ہوا ہے۔ نیا توجہ قائدِ عظم ریزیدنی بنے گی تو وہ بنے گی۔ کبھی نقشے مانگتے ہیں۔ کبھی یہ مانگتے ہیں۔ صرف یہ ہے کہ معتبری دکھار ہے ہیں۔ اب چودھری شاہری شہباز شریف یا قائم علی شاہ نے آواران میں کیا کمال کیا ہے ہیلی کا پڑیں بیٹھے ہیں کافیوں پر ڈھکن چڑھائے ہوئے ہیں اور نیچے انکا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ بلوج عورتیں اور بچے نگے پڑے ہوئے ہیں۔ ڈربن پڑے ہوئے ہیں اُنکی سروں پر چٹائی نہیں ہیں۔ انکا تماشہ دیکھنے جا رہے ہیں یہ لوگ۔ جناب اسپیکر! آپ اس ایوان کو آپ custodian ہیں آپ انکو گزارش کریں۔ ہماری طرف سے گزارش ہے کہ انکو پروگرام دیں پروگرام کے تحت چلیں۔ سوٹینٹ آئے گا پہلے میں بیچوں گا۔ میرے بارکھاں میں سیلاں کے ٹینٹ آئے برتوں کے وہ آئے۔ ایک ایک گھر پر جن کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا وہاں دس دس اپنے لاڑکوں کو ہم لوگوں نے دے دیے جنہوں نے ہمیں ووٹ دیے ہوئے تھے۔ جوتا ہوئے جنہوں نے ہمیں ووٹ نہیں دیا ہم نے انکو برلن کا ایک کٹورا بھی نہیں دیا۔ same ہو گا یہاں پر سیاست ہو گی ایک کمیشن قائم کریں جو صحیح طریقے سے جو آئے level international پر جو ہے ناں آپکو بھیک مل رہا ہے اُسکو صحیح utilize کریں۔ اور یہاں پندرہ کروڑ پھیس کروڑ۔ ہمیں پتہ ہے کہ کروڑوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ یہ صوبائی حکومت ترس کھائے۔۔۔ (داخلت) جناب اسپیکر: جی۔ وہ میں کرتا ہوں۔ جی۔ جی وہ سات آٹھ منٹ ہو گئے ہیں۔ thank you

سردار عبدالرحمن کھیڑان: بجائے سیاست کرنے کے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بھی time دیا جائیگا آپ بھی بولیں لیکن مجھے بولنے دیں kindly۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ thank you جی بس کریں، سمجھیں اپنی تقریر، بس کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: مہربانی کر کے، یہ ایک نازک مسئلہ ہے یہ آپ ہماری 8-M بن رہی ہے آپ اُسکو کسی طریقے سے یہ صوبائی حکومت میں اگلے سیشن میں انرجی پر بات کروں گا کہ انرجی میں آپ کو اللہ نے کیا کیا قدرت نے دیا ہے آپ کتنا اُسکو کرو ہے ہیں۔ کبھی چاہنا کے ساتھ کبھی اسکے ساتھ کبھی اسکے ساتھ۔ وہ میں اگلے سیشن میں بات کروں گا۔ thank you جی۔

جناب اسپیکر: جی انشاء اللہ۔ thank you جی۔ اچھا! ایوان میں میں تھوڑا اعتناد میں لے لوں۔

جب زیارتوال صاحب اور نواب شاہو انی اور مولانا واسع صاحب، قائد حزب اختلاف، گئے ہوئے تھے ڈاکٹر صاحبان کے ساتھ مذاکرات کرنے کیلئے۔ تو اس وقت پولیوکی بات اٹھائی رحمت صاحب نے، نصر اللہ صاحب نے اور دوسرے دوستوں نے۔ سردار رضا بریجی صاحب نے بڑی ایک خاص بات کی تھی جس کا دھیان رکھنا پڑیگا زیارتوال صاحب، protocol وغیرہ وہ بہت ایک system میں رکھنا ہوتا ہے۔ اسکی age میں رکھنا ہوتا ہے۔ تو یہ اسکو کس temperature میں رکھنا ہوتا ہے۔ جو بحیثیت میں اسپیکر ان دوستوں کا اختیار لیکر ہے۔ دوسرا انہوں بہت اچھی تجویز آئی ہے زیارتوال صاحب! جو بحیثیت میں اسپیکر اس کا انتخاب کریں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ announce کریں کہ 30 ستمبر کو آپ polio day announce کریں سرکاری اسکولوں میں۔ آپ بلوچستان کے سارے اسکولوں میں polio day کا کریں کہ لوگوں کو ذرا پتھر چلے کے پولیوکی بیماری کیا ہوتی ہے۔ اور کس طرح، وہ ڈاکٹر صاحب آپ سے کچھ points میلتا ہوں۔ تو یہ resolution please announce کر دیں کہ لازمی طور پر اور پھر اسکا جو غیر حاضریاں ہیں وہ لا رہے ہیں۔ کہ جو اس میں نقصاں ہیں system میں۔ جہاں pilferage ہو رہا اُنکا نوٹس لیا جائے اور یہ زیاں کٹھروں کیا جائے۔ یہاں آپ کے نوٹس میں لانے کیلئے ایک چیز میں نے کہا کہ پہلے سے بتاؤں۔ اور سوالوں کے سلسلے میں میں نے مؤخر کر دیا ہے اگلے اجلاس تک جب تک کہ یہ آپکا system بنے۔ زیارتوال صاحب! تو یہ اگلے اجلاس میں ہم لے جائیں گے یہ سوالات۔ جی۔ میری ایک رائے ہے زیارتوال صاحب! امید ہے کہ سی ایم چاہتا ہوں کہ وہ سارے ایوان کو اعتناد میں لیکر اس وقت وہاں relief operation کیا ہو رہا ہے؟ موقع پر کیا ہو رہے ہے کیونکہ وہ Leader of the Hosue

بیں۔ اگر اور آپ کوٹاً میلتا۔

**جناب عبدالرحیم زیارتول (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! یہ دوستوں کے سامنے رکھیں گے۔

**جناب اسپیکر:** صحیح ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارتول (صوبائی وزیر):** کیا ہوا ہے کس طریقے سے ہوا ہے، کتنا ہوا ہے۔ اور پوچھو کے۔

**جناب اسپیکر:** وہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اجلاس کے دن آپ نہیں کریں اگر آپ چاہتے ہیں کہ 3 تاریخ

کو 4 کو اجلاس ہے 3 تاریخ جمعرات ہے یہاں ایک briefing رکھ لیتے ہیں ہم ایمپی اے صاحبان کی۔ یہ

ایم صاحب اور انکی team PDMA ہے۔ چیف سینکڑی آ کے موجود ہوں۔ اور briefing دیں

MPA's کو۔ ہمارے Administrative Block میں۔ ہاں وہ ایک ہو جائیگا اگر ہم مطلب گیارہ

بجے کا time رکھ لیتے ہیں اجلاس نہیں ہوگا اُدھر Administrative Block میں چلے جاتے ہیں۔

وہاں وہ briefing دیں ہمیں کہ آج تک کیا کارروائیاں ہوئی ہیں کیا نقصانات ہوئے ہیں مستقبل کے اُنکے

کیا پروگرام ہیں۔ اس وقت relief، rescue اور پھر ye Rehabilitation stage میں آپ نے

جانا ہے تو ان تین چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے نواب شاہوانی بھی ابھی وہاں دورہ کر کے آئے ہیں پھر سارے

اپنا put-in دے دیں گے۔ یہ ذرا آپ کے لیئے راستہ بنا رہا ہوں کہ یہ سارا بلوچستان کا مسئلہ ہے ہمارے لیئے۔

ڈاکٹر صاحب - The Floor is with you

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی:** جناب اسپیکر بڑی مہربانی آپکی۔ زنگ لے کے متعلق سری یہ جلد بازی کا مسئلہ

ہے۔ انسانی زندگیاں ضائع ہوئی ہیں۔ 7.8 کا gage 1935ء کا جو زنگ لے تھا اسکا

7.6 تھا۔ جو اس طرح ہر کوئی سمجھتا ہے اس پر سیاست نہیں ہونی چاہیے پہلے ایک جنگی وہ ہوتا ہے تمام اپنے وسائل

جو بندے پچے ہوتے جو باہر سے آتے ہیں جو گورنمنٹ کے وسائل ہوتے ہیں وہ ایک جنگی کو deal کرتے

ہیں۔ باقی آپ جیسے لوگ، سردار صاحب جیسے لوگ بیٹھ کے پھر strategy بناتے ہیں۔ مستقبل قریب کا۔ کہ

اس پر کیا ہونا چاہیے۔ پھر permanent جو وہ ہوتا ہے اُسکے لیے ہمیں میرے خیال میں اس پر سیاست نہیں

کرنی چاہیے ہمارے پاس time ہے جو ایک جنگی ہے وہ مل رہا ہے۔ کل میں نے ٹیلیویژن کے کسی چینل پر سنا

اور بات بھی کہ وہ کمشنز آواران سے بات ہو رہی تھی اُس نے کہا کہ ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں کہ میں کل سے

بیٹھا ہوں ہم یہ دیتے رہے ہیں جدھر سے بھی پکار آتی ہے تین گھنٹے سے ابھی تک کوئی وہ نہیں آیا ہے کہ یا خیں بچا

ہے یا کسی مکان میں۔ تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ سب لگے ہوئے ہیں صوبے کے پشتوں ہیں بلوچ ہیں۔ یہ

نہ کسی ڈسٹرکٹ کا ہے نہ کسی قبیلہ کا ہے، ہم سب کا ہے۔ انہیں سب کو اپنی وسائل اپنی بہت دکھانا چاہیے۔ تو پولیو کیلئے ہم پولیو کو ہم ایسا لینا چاہیے جیسے کہ ایک chain یعنی ملکوں کا مسئلہ ہے پاکستان ہے افغانستان ہے اور نایجیریا ہے باقی ساری دنیا نے اسکو eliminate کیا ہے، ہم لوگوں پر ابھی پابندیاں لگنے کو ہیں میرے خیال میں 2015ء جو ہے وہ ہمارے لیے آخری موقع ہے کہ اگر ہم نے اسکو eliminate نہیں کیا تو خدا نخواستہ پاکستان پر یا ان صوبوں نے جنہوں نے اسکو eliminate نہیں کیا ہے۔ سفر کرنے پر۔ یا اسکو امداد کے ساتھ relate کرے یا کسی اور چیز کیساتھ جس سے پھر ہماری ملک کی بھی پابندی ہوگی ہم پر پابندی ہوگی۔ اس پر اقتصادی تباہی بھی آئیگی اور ہم شاید حج کرنے بھی نہیں جائیں۔ ابھی سعودی عرب نے بھی اسکو compulsory کیا ہے۔ ساتھ سال کا بندہ، پچاس سال کا بندہ تھیں سال کے بندے کو اُس وقت آنے نہیں دیتے ہیں جس کو یا تو ادھر پولیو کے قطرے اُس نے نہیں پیتے ہیں یا وہاں جا کے ریاض میں مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں اُنکو دے دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ابھی چیف سیکرٹری اُسکا انچارج ہوگا۔ ہیلائچ سیکرٹری اسکو look-after کریگا۔ ڈپٹی کمشنزڈم وار ہوگا۔ یہ ہر ڈسٹرکٹ میں ہونی چاہیے ہم آپکے through وزیر اعلیٰ سے منظر صاحبان سے درخواست کرتے ہیں کہ اسکو اتنا serious ہر لیں کہ جتنا ہر climate کو لیتے ہیں۔ اور پھر جو ابھی ہم گئے تھے پولیو کا انفرنس میں یہ تجاویز آئیں کہ اگر بچے کو اسکوں میں داخل ہونا ہے تو اُسکے پاس سڑپیکیت ہونا چاہیے کہ اسکو پولیو قطرے ملے ہیں یا نہیں ملے ہیں یا اگر کوئی پاسپورٹ یا لوکل بناتا ہے یا شناختی کارڈ بناتا ہے تجویزیں ہو رہی ہیں وہاں۔ ہر وہ اُس چیز کے ساتھ پولیو کو تھی کرتے ہیں تاکہ اس وباء سے ہمیں چھکارا مل سکے۔ پولیو کے family سے اگر پوچھا جائے ایک بچہ یا بھی جو بھی ہے وہ ساری زندگی معدود ہو جاتی ہیں۔ تمام رشته داروں کیلئے یہ مصیبت ہوتا ہے تو ہمارے یہاں یہ ایک تو یہ ہے یہ Executive والے کام نہیں کرتے تھے گورنمنٹ کے۔ پھر جو اس ڈیوٹی پر لگاتے تھے وہ نہیں کرتے تھے۔ ہم کو یہی بدنام کیا جا رہا ہے کہ جی وہ انکاری ہیں۔ ایک پرسنٹ سے بھی کم لوگ انکاری ہیں۔ ایک پرسنٹ سے بھی کم لوگ انکاری ہیں۔ لیکن اسکو میں سیاسی issue نہیں بناتا چاہتا۔ ہم کو data انہوں نے دیا ہے۔ اپنے فٹاٹ کے جو ایجنسیز ہیں، وہاں report cases 40 ہوئی ہیں۔ cases 40 اسلئے report ہوئی ہیں تو اس پر سوال ہوا کہ بھی فٹاٹ میں جب لوگ ویسے نہیں جا سکتے ہیں۔ لاکھوں لوگ ڈیرہ اسماعیل خان migrate کر گئے ہیں کوئی پشاور migrate کر گئے ہیں۔ جب وہ اس بیچاروں کو اپنی سکیورٹی نہیں ہے تو پولیو والا وہاں drops کیسے دے گا۔ اور یہ data کیسے collect کریگا۔ یہ جو بھی تھا فرضی تھا۔ اسکا پولیو کے

اس سے دس گنا بھی زیادہ ہیں۔ پھر ایک search ہوا تھا سوات میں جو آئی Calamity affectees تھی۔ تو ہم نے یہ request کی کہ اس PILDAT والوں سے، USAID والے آئے تھے اور بھی لوگ تھے اسکا وزیر صحت آیا تھا پشتو نجوا کا۔ ڈپٹی اسپیکر بھی آیا تھا ہم نے کہا کہ بھی دُنیا کے سامنے یہ رکھو کہ ہمیں cases peace میں چاہیے۔ ابھی قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ کو بیٹھ ڈسٹرکٹ، اور پیشین ڈسٹرکٹ اسمیں بھی پولیو کے report ہوئے ہیں۔ میرا ذاتی رائے ہے وہاں پر سینکڑوں میں ہزاروں کہنا چاہتا ہوں لیکن احتیاط یہ نہیں کہوں گا سینکڑوں لوگ، مکانات ایسے ہیں جہاں پر لوگ بیٹھے ہیں۔ ہم بنا رہے ہیں۔ کوئی ریموٹ کنشروں کیسی کسی کو بیوہ کرنے کسی کو بیتم کرنے۔ چند پیسوں کے عوض۔ تو وہ پولیو والوں کو کہتے ہیں کہ نکوی یہ گفارکا وہ ہے اس سے وہ بانجھ پن آیگا یا Infertility آئیگی۔ دہشتگرد ادھر بیٹھے ہیں۔ دوسرا پڑا اور کچلاک۔ کچلاک، ہزاروں لوگ ادھر ہیں کوئی شہر میں ہیں۔ اور پیشین میں ہیں۔ یہ تینوں ڈسٹرکٹ کا سب سے بڑا وجہ، اور بھی وجہات ہوں گی۔ سب سے بڑا وجہ جو پولیو کنشروں نہیں ہو رہا ہے یہ ان چیزوں کی وجہ سے ہے۔ آؤ دنیا کو request کرتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کو وہ کرتے ہیں کہ بھی بس ہے جس نے جس کو مارنا تھا۔ اب یہ تمام بنیاد پرست ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ ترقی پسند اور leftists اور فلاں اور فلاں سب ختم ہو گئے ابھی تمام پارٹیوں کا یہ آرہا ہے کہ یہ دہشتگردی ہے۔ میں نے تو وہاں یہ تجویز دی کہ اس دہشتگردی کو جو بے گناہ انسانوں کا وہ کرتے ہیں اسکے خلاف آؤ ہم متحار ہوتے ہیں۔ اور یہ پولیو کو بھی ایک دہشتگرد کے طور پر لیتے ہیں اسکے خلاف بھی وہی کام کرتے ہیں جو دنیا نے کیا ہے۔ یہ چند گزارشات ہیں آپ کی بڑی مہربانی آپ نے 30 ستمبر کو polio day قرار دیا اس صوبے میں۔ تو تمام اسمبلی بلکہ میری یہ تجویز ہے کہ یہاں اسمبلی میں اگر دو گھنٹے اس پر بحث ہو جائے ہر ایک کے پاس کوئی اچھی تجویز ہوگی ضروری نہیں ہے کہ میں فلاں نے جگہ کیا تھا میرے پاس اچھی تجویز ہے۔ تو دوسرے مہربان کے ساتھ نہیں ہونگے۔ تو مہربانی آپ کی۔

**جناب اسپیکر:** جی غلام دشکیر بادینی صاحب آپ نے request کی تھی۔

**جناب غلام دشکیر بادینی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جیسے سردار صاحب نے یا ڈاکٹر صاحب نے اور ساتھیوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ زلزلہ ہوا ہے اور ہم اکثر اپنی اسمبلی سیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میرے خیال میں میرے ساتھ دوسرے ساتھی ہیں، زیادہ تر ہماری اکثریت کو یہ معلومات نہیں ہیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ عبدوالقدر سیف نجوہ صاحب سے میں نے حال احوال لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ معاف کرے قیامت کا منظر ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے وسائل ہیں اتنے وسائل نہیں

ہیں کہ وہاں پر ہم خرچ کر سکیں صرف اور صرف یہی ہے کہ ہماری coordination نہیں ہیں۔ معلومات اگر کوئی ہمیں پوچھتا بھی ہے تو ہمیں یہ پتہ نہیں ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ مجھے تو کچھ پتہ نہیں ہے الہامیں اپنی ساتھیوں سے یہی request کرتا ہوں۔ میری جو pay ہے میں اپنی ایک مہینہ کی pay ہے وہ آواران کے یا کچھ کے زلزلہ زدگان کیلئے حاضر کرتا ہوں۔ تو باقی ساتھیوں نے بہت زبردست رائے دی ہیں۔ pluse آپ نے بھی یہی کہ ایک gathering ہو۔ ہماری coordination ہوں۔ تو اس چیز سے ہماری بے خبری ہے صرف ٹی وی یا ساتھیوں سے حال احوال رہتا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے معلومات ہمیں کچھ نہیں ہیں باقی وہاں پر چیخ و پنگار۔ کہتے ہیں کہ جب اپنا بچہ روتا ہے تو انسان کے دل میں ڈرد ہوتا ہے اور اگر پرانے کا بچہ روتا ہے تو سر میں ڈرد ہوتا ہے۔ میرے خیال میں وہاں پر جو نیجیوں پنچی ہیں وہاں پر سننے میں یہی آیا ہے کہ اللہ معاف کرے کہ وہ عورتیں وہ ماں میں وہ بہنیں میرے خیال میں جو پردے کے اندر تھیں وہ بے پردہ پڑی ہوئی ہیں۔ تو نواب شاہوںی صاحب گئے تھے。updates ہوں، تو ہمیں جانتا چاہیے کہ جو updates وہ ہمیں پتہ چلیں۔ کہ سعودی گورنمنٹ نے ہمیں کتنے دیے۔ یا ہمارے پڑوںی ملک افغانستان یا ایران یا دوسرے جتنے، آیا وہاں پر جو ہے اُنکے اُد پر کیا خرچ ہو رہا ہے۔ باقی پولیو کے حوالے سے پولیو وہ واکس ہے میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ 70% افغانستان سے آیا ہے۔ زیادہ cases ہمارے جو migrate کر کے افغانستان سے آجائے ہیں تقریباً میں یہ سمجھتا ہوں کہ زیادہ virus وہاں سے آیا ہے۔ میری ایک رائے ہے کہ جو ہماری border areas ہیں وہاں پر ہماری ٹیکمیں بھی بیٹھی ہوں جو بنچے وہاں سے پاکستان کی حدود میں enter ہو جاتی ہیں اُنکو پولیو کے قطرے پلاۓ جائیں۔ اور تعلیم کے حوالے سے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ تعلیم ہمارا صرف اور صرف برائے نام تعلیم ہے اسوقت ہمارے نوٹکی میں 13 اسکول ایسے ہیں جن پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ سیکرٹری ایجوکیشن سے جب بات کرتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ attachment کے حوالے سے۔ جب ہم اُنکو request کرتے ہیں کہ attachment کو آپ ختم کروائیں۔ خدار! ہمارے بچوں کا مستقبل ضائع ہو رہا ہے ہمارے دور دراز اسکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اسمبلی کے through کوئی آپ ایسی قانون سازی کریں کہ جو ہمارے districts ہیں جہاں تیرہ، تیرہ اسکول نہ جب بند ہیں وہ ہمیں پتہ ہے کہ ہزاروں بچے اسکولوں سے محروم ہیں۔ attachment کا جو system ہے سبق دوڑ میں لوگوں نے اپنے ممن پسندوں کو اپنے ساتھ، یا اُنکو جو ہے کوئی میرے خیال میں اُنکو آزادی کی زیادہ شوق تھی اُنکو آزاد کروایا۔ تو ان سے گزارش ہے کہ attach جو بندے ہیں اُنکو انکی ڈیپٹیاں اُنکے اپنے علاقوں

میں یہ لیکن وہ وہاں attach ہیں اور آزاد پھر رہے ہیں صرف تنخواہیں لے رہے ہیں تو یہ attachment کے حوالے سے request کرتا ہوں کہ یہ آپ attachment کے لیے سوچیں۔ یہ بچے ہمارے اور آپ کے اور اس ملک کا سرمایہ ہیں۔ مہربانی والسلام۔

**جناب اسپیکر:** مہربانی آپکی۔ گزارش ہے، سردار رضا محمد صاحب ایک منٹ۔ تھوڑا میں بتاتا چلوں آپکو جو آپ pay ڈے رہے ہیں۔ بُری بات ہے، ہم عوامی نمائندوں پر تقدیم بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کہ یہ اپنی تنخواہیں بڑھاتے ہیں اپنی مراعات بڑھاتے ہیں۔ میں پھر اعلانیہ کہتا ہوں کہ بلوچستان کے MPA's کا جو pay package ہے ماہوار وہ ایک گورنمنٹ کے اسٹینگر افر سے کم ہے۔ یہ پتہ ہو سب کو کیونکہ ہر وقت ازدحام ہمارے پاس بہت لگتے ہیں۔ شخنان بھی لگتے ہیں۔ لیکن آپ سب کو پتہ ہو کہ آپکا pay package جو پندرہ گریڈ کا جو آفیسر ہے اُس سے ماہوار کم ہے۔ جی سردار رضا محمد صاحب۔

**سردار محمد ناصر:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے زملئے زدگان بھائیوں کیلئے اپنی طرف سے ایک لاکھ روپے کا اعلان کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** چلیں اچھی بات ہے، جی۔

**سردار محمد ناصر:** اور آگے جا کے انشاء اللہ اپنے علاقے میں اپنے لوگوں سے request کر کے اُنکے لیے اور بھی مدد کروں گا، چندہ کر کے انشاء اللہ۔ جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے دُکی میں آپ سب کو معلوم ہے کہ یہ mining area ہے۔ اسیں سارا labour ہو ہیں نا افغان مہاجرین ہیں۔ گورنمنٹ نے ایک order pass کیا ہے انکو نکالنے کیلئے۔ ایک تو وہاں mining area سے تقریباً سالانہ 36 کروڑ روپے گورنمنٹ کو revenue مل رہا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ان افغان مہاجرین کو نکالا جائے لیکن ایک طریقہ کا رکر لیں۔ ایک طریقہ ہونا چاہیے۔ ایک ڈم سے جو ہے نا یہ mining area ہو ہے نا crash ہو جائیگی۔ جناب اسپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ ہماری بات پر غور کر فرمائیں۔ والسلام۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ میرا خیال ہے کہ زیارت وال صاحب سب note کر رہے ہیں۔ جی سردار رضا محمد بڑی تھی صاحب،

**سردار رضا محمد بڑی تھی:** شکریہ جناب اسپیکر۔ میں زملہ کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں کہ زندگی میں اسکے لیے کچھ تیاریاں لوگوں کی ہوتی ہیں۔ انہوں نے

technology develop کی ہے۔ اور اس میکنالوجی کو وہ adopt کرتے ہیں اور نقصانات بہت کم ہوتے ہیں۔ اگر جاپان کا حوالہ دیا جائے تو جاپان ایسا ملک ہے جس میں شاید ایک average کے حوالے سے بھی تقریباً ہر دو منٹ میں ایک زلزلہ آتا ہے اور وہاں بڑی اونچی عمارتیں ہوتی ہیں۔ لیکن انہوں نے technology اپنائی ہے۔ اگر ہم بات کرتے ہیں اپنے علاقوں میں ہمارے ہاں بھی تجربات ہوئے ہیں، زلزلے کیلئے۔ 1935ء کا زلزلہ آیا ہے اور اسکے بعد بھی بہت سارے زلزلے آئے ہیں اور اس سے پہلے بھی زلزلے آتے رہے ہیں۔ لیکن شاید ہم لوگ اس سے سبق نہیں لے رہے ہیں۔ ابھی جو recently پاکستان میں جو زلزلے آئے ہیں اس پر کافی ساری امداد ہمیں ملی ہیں۔ لیکن بدقتی یہ ہوئی ہے کہ ہم نے ہنگامی طور پر اس امداد کو صحیح طریقے سے استعمال کیا، جس میں خواراک، پانی، خیمے اور رگر بنانا۔ یہ ساری چیزیں ہم لوگوں نے mis-manage کی ہیں۔ اور disaster management mis-appropriate ہوئی ہیں۔ آج بھی زلزلے اور authority کے حوالے سے بہت سارے سوالات اٹھتے ہیں۔ اور خدا نہ کرے کہ ہمارے ہاں یہ بلوچستان میں یا آواران کا علاقہ جو بہت ہی ذور دراز علاقہ ہے، جہاں سہولیات بھی نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اب اللہ کرے کہ ہم اسکے لئے تیار ہیں۔ ہنگامی صورت میں جو بھی چیزیں ہم دے سکتے ہیں، ایک تو ضرورت ہوتی ہے خواراک کی، دوائیوں کی، کمبل کی، خیموں کی، پینے کے صاف پانی کی اور حفاظان صحت کی۔ وہ ہم نے manage کرنی ہے اور اس کیلئے ہم لوگوں نے کوشش یہ کرنی ہے کہ بہت ہی اچھی طریقے سے اسکو سنبھال سکیں۔ ہماری بہت ہی بد نامی ہو چکی ہے، donors کے حوالے سے بھی international donors کے حوالے سے بھی۔ یہ نہ ہو کہ اس چیز کو ہم دوبارہ repeat کر لیں گی۔ حکومت بلوچستان کی طرف سے foreign donors طرف سے ہمیں اب بھی فراغی کا اور مبین شکریہ ادا کرتا ہوں ہمارے صوبائی حکومتیں پنجاب اور سندھ نے بہت ہمارے ساتھ فراخ دلی کا منظاہرہ کیا۔ ہم اس Floor پر انکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ایک صورت، جو مبین کرنا چاہتا ہوں کہ ایک میکنالوجی کا زمانہ ہے، ہمارے پاس expertise اللہ کا احسان ہے، پاکستان میں بہت موجود ہے۔ بلوچستان میں ہمارے پاس کافی اچھے انجینئرز ہیں۔ کشمیر میں جو زلزلہ آیا، وہاں پر شروع میں جو بہت

سارے انسکیمیں بنائیں، مکانات بنانے کیلئے rehabilitation کے حوالے سے۔ وہ انہوں نے جس طرح بھی کی ہے اُسکے ساتھ میرے خیال میں صحیح تجربہ نہیں ہوا۔ لیکن بعد میں کچھ ایسے ادارے درمیان میں آئے، کچھ ایسے donors درمیان میں آئے جنہوں نے ٹینکنالوجی اپنائی۔ اور اُس ٹینکنالوجی کے حوالے سے insulated گھر بنے۔ جس کا weight کم ہے۔ خدا نخواستہ اگر زلزلہ آتا بھی ہے دوبارہ۔ خدا نہ کرے کہ آئے۔ اگر زلزلہ آتا بھی ہے تو مکانات اتنے اچھے بننے ہیں کہ وہ زلزلے سے خراب نہیں ہوتے۔ آپ نے ensure کرنا ہے کہ ہمارا جو حفاظانِ صحت کا جو سسٹم ہے وہ بھی صحیح ہو اور جو مکانات ہم تعمیر کرائیں rehabilitation کے حوالے سے، وہ بھی صحیح ہوں۔ وہ اسی حوالے سے اسکے بعد صحت اور سکولوں کا سسٹم برابر کرنا ہے۔ تو ایک چیز انکونوٹ کرنی چاہیے کہ ہم اس حوالے سے کام کریں کہ وہاں جو بھی rehabilitation کا کام ہو۔ وہ ایک باقاعدہ اور طریقے سے ہو۔ تاکہ بعد میں ہم پرانگلیاں بھی نہیں اٹھائیں اور وہاں کے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

Thank you very much.

جناب اپیکر: Thank you. جی. ولیم برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: جناب اپیکر! زلزلے کے حوالے سے میں چند گزارشات کروں گا۔ ہمارے Christian Community خاص طور پر، ہر انسانی ہمدردی کے سلسلے میں پیش پیش رہی ہے۔ میں اور ہینڈری مسیح، ہم دونوں پیشتر، ہماری بیہاں جو بشپ ہیں۔ اور ہمارے جو ادارے ہیں، ہمارے اُن سے بات چیت ہوئی ہے باقاعدہ طور پر۔ کیونکہ ہم اس سر زمین کے لوگ ہیں۔ اسکی خوشی اور غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہم اپنے ان بھائیوں کیلئے، ہمارے جو ادارے ہیں، کاریتاس ہے۔ کیتوںک ریلیز سروس ہے۔ ہماری جوانپی ادارے ہیں۔ Christian Hospital ہے۔ ہم سب ملکراک مربوط سسٹم کے تحت اپنا حصہ اسکی ضرور ڈالیں گے۔ اور ہم توقع کرتے ہیں کہ اس طرح سے اس صوبے میں، ہم سب میں جو اتفاق، محبت، خوشی اور غمی میں شریک ہونے کا جو ایک ورشہ ہمیں ملا ہے، اسکیمیں ہمارا برابر کا حصہ ہوگا۔ شکریہ اپیکر صاحب۔

جناب اپیکر: Thank you. جی۔ پرس احمد علی صاحب۔

جناب پنس احمدی۔ میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان ایک suspect zone میں ہے۔ اور آواران جو ہے وہ کلینگری 3 میں آتی ہے۔ اور اسی طرح ہمارے category 1.2A اور 4 ہے۔ آواران جو 3 میں ہے وہ Arabain Sea سے لیکر پورے آواران کو cover کر کے، یہ خضدار تک پہنچتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس ایسے ادارے ہونے چاہیے کہ کم سے کم یہ جو sensative علاقے ہیں، انکو monitor کرنے کیلئے disaster cell کے ساتھ ایک crisis cell بھی قائم ہو۔ تاکہ وہ ان، خاص طور پر جو suspect zone والے علاقے ہیں، اسکی مانیٹر گ کریں۔ اور فوری طور پر اپنے طرف سے اس معاملے کو فوری طور پر tackle کرنے کی پوزیشن رکھیں۔ اسکے ساتھ ساتھ میں خاص طور پر Hangro-Food management کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ میری اُنکے victims کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اسکے ساتھ ایک کمپ لگانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ اس سلسلے میں بھر پور تعاون کے طرف آگے بڑھیں گے۔ اسکے ساتھ ساتھ جو بڑی تج صاحب نے ذکر کیا۔ گھروں کا سسٹم کا۔ جو ہمارے آزاد کشمیر وغیرہ میں زلزلہ آیا تھا، وہاں پر ٹیکنالوژی بالکل موجود ہے۔ اور ہم چاہیں گے کہ اگر آواران کے victims کے لئے تعییر کا سلسلہ ہے یہ fiber-free cost insolated جو گھروں کے لئے ہوتے ہیں۔ اور اس سے دوبارہ اگر زلزلہ آئے تو وہ earthquake proof ہوتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوژی FWO کے پاس بھی موجود ہے۔ اور آزاد کشمیر وغیرہ میں جو کام ہوا ہے، وہاں ZKB نے بھی اس سلسلے میں کام کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ٹیکنالوژی ہمارے پاس موجود ہے اور China نے بھی، جس طرح آج آپ نے فرمایا کہ 1.5 میلین ڈالر انہوں نے دیا ہے۔ یہ تقریباً 17,18 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ میں سمجھتا ہوں امداد آئیگی۔ تو اس rehabilitation کے سلسلے میں ایک مانیٹر گ قائم ہو۔ اور میں سمجھتا ہوں اس ایوان سے، کچھ ایسے منتخب نمائندے آپ تجویز کریں تاکہ over see تاکہ check and balance ہو اور مانیٹر ہوتا کہ یہ کام کس طرح technically طور پر بہتر انداز میں ہوں۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** Chinese نے 30 ملین یوان۔ میرے خیال میں یہ پندرہ روپے ہو گا ایک یوان۔ اُسکے انہوں نے کہا کہ food-aid تھیج رہے ہیں، چانٹانے کہا ہے۔ جی اظہار خان کھوسا صاحب۔

میرا ظہار خان کھوسہ: سُمَّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ sir مائیٹی اوج شاخ اور پت فیڈر، بہت تکلیف میں بتلا ہیں، وہاں پر پانی نہیں ہے۔ یہاں اریگیشن کا سیکرٹری نہیں ہے۔ اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ سیکرٹری، اور کوئی ذمہ دار آفیسر نہیں ہے۔ جس طرح بابت صاحب نے بتایا۔ اُنکو یہاں ہونا چاہیے۔ اتنے questions ہو رہے ہیں تو انکو مننا چاہیے، یہ چیزیں۔ تو انکو پابند کیا جائے انکی presence لگائی جائے کہ وہ یہ یہاں پر ہوں، اسپیکر صاحب!۔ کہ اگر یہ اگر خود نہیں ہوں تو انکے ایڈیشنل سیکرٹریز ہوں یہاں پر۔ کیسکو کے چیف کو یہاں ہونا چاہیے۔ این اتیجھے کے کوئی ذمہ دار آفیسر ز ہونا چاہیے۔ کوئی نہیں ہے یہاں بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ اور اسکے علاوہ یہ ہمارے اعمال ہیں۔ ابھی ہم اسمبلی میں تھے تو earthquake آیا۔ ہمارے گناہ ہیں۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان عذابوں سے ہمیں بچائے (آمین)۔ بہت ہی نقصان ہوئے ہیں آواران میں۔ ہماری مائیں، بہنیں، بلوچ، پٹھان جو بھی ہیں وہاں، بہت تکالیف کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ اُنکے لئے دعا ہے میری کہ اللہ تعالیٰ، اُنکے اچھی rehabilitation ہوں۔ میں ملک چانٹانا کا شکرگزار ہوں۔ اُسکے ساتھ ایران جو بھی ہے ہماری مدد کر رہے ہیں۔ میں ان سب کا شکرگزار ہوں۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ اسکے علاوہ processing plant ہے اسپیکر صاحب cattle farm ہے۔ ایک اناج کا بہت ہی بڑا جاپان کا، جو بہت ہی کافی عرصے سے بند پڑا ہے۔ اُس سے بیچوں کی processing ہوتی ہے۔ اُسکو ایک پرائیویٹ کمپنی میں دیا جائے۔ جس سے بیچوں کی processing ہوں۔ اور ریسرچ سنترز ہوں، ایگری کلچر کلیئے۔ اُس سے فائدے ہم اٹھا سکیں۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اسکو کسی پرائیویٹ کمپنی یا کسی اتیجھے سے ڈائریکٹر کو ہاں ہونا چاہیے، جو وہاں کام کر سکے۔ بہت شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ رحمت بلوچ صاحب! پولیو پر focus کریں، دیکھیں پولیو کتنا serious مسئلہ ہو گیا ہے ہمارے لیئے۔ پھر میں رحیم زیارت وال صاحب کو کہوں گا کہ کمیٹیں کریں آج کی

کارروائی کو۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ۔ شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے ایک اہم مسئلہ پر جو رونگ دیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ انسانی ضرورت بھی اور بلکہ یہ تجویز ہے کہ یہ آج circulate ہو جائے وہ لیٹر یا circular districts کے D.C.O's کو بواسطہ S.C کے۔ تاکہ وہ اس چیز کی پابندی کریں۔ جناب اسپیکر! میں ایک اہم مسئلہ پر سارے دوست بات کر رہے ہیں۔ earthquake پر۔ میں اس پر ذرا منحصرہ یہ بولنا چاہوں گا کہ آج پورا بلوچستان سوگوار ہے۔ اور غزدہ ہیں۔ وہاں جو قدرتی آفات آئے۔ ظاہر ہے تو ہبہ ناعود باللهقدرت سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن آج ہمارے میڈیا کے دوست بھی موجود ہیں۔ میں اُنکے گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں کہ، بلکہ میں اُنکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے بڑے اچھے انداز میں کوشش کی کہ جو دشوار گزار راستے ہیں۔ وہاں رسائی آسان نہیں ہے۔ وہاں جا کے ان تمام علاقوں کو coverage کیا۔ ایک اچھے اور انسانی ہمدردی کے بنیاد پر میڈیا نے کردار ادا کیا۔ لیکن میں اس فلور کو گوش گزار کرنا چاہوں گا۔

-XXXX XXXX XXXXXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX  
XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXX  
-XXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXX -XXXX  
-XXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXX -XXXX

☆ مجموع جناب اسپیکر مورخہ 9 اکتوبر 2013 کے اجلس میں رونگ کی بناء پر مندرجہ بالا الفاظ کا روای  
سے حذف کردیئے گئے۔

حالانکہ راستے بند تھے، فوری طور پر راستوں کو کھلوا یا گیا۔ ہمیں یہ پتہ ہے کہ ہم لوگوں نے ہر village میں وہاں پر جو والریس لوب سسٹم ہے، اُس area کو، وہ area میرے حلقے contact میں ہیں۔ ڈسٹرکٹ پنجگور سے، ڈسٹرکٹ تچ سے لوگوں نے ہمت کیا۔ ڈاکٹروں کی ٹیمیں روانہ ہوئی ہیں۔ فوری طور پر۔ تب تک کوئی سے کوئی پہنچ جائے۔

-XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX -XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

باقی میڈیا نے جو اہم اور positive role ادا کیا ہے۔ میں اُنکا شکر گزار ہوں۔ اور اس اسمبلی کے

توسط سے میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایسے موقع پر ایسے حالات میں یہاں آ کے بلوچستان کے عوام کو یقین دلایا اور بلکہ اُس نے ایک اچھا اعلان کیا کہ آواران کے جتنے گریجویٹس ہیں انکو میں پنجاب سے نوکری دلواؤں گا۔ یہ ایک انسانی ہمدردی ہے۔ جناب اپسیکر! اگر اس طرح دیکھا جائے بالقوں کی حد تک تقید برائے تقید افسوس ہوتا ہے انسان کو۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ ذمہ داری صوبائی حکومت ہے، اُس نے earthquake لایا ہے۔ توبہ نَا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ۔ یہ قدرت کی طرف سے قدرتی آفات ہیں۔ تمام قوم برابر کے حساب سے وہ اپنا حصہ ڈالیں۔ جس کو donation دینا ہے۔ میں اس اسمبلی کے توسط سے اپیل کرتا ہوں کہ آج انسانی المیہ ہے انسان کھلے آسمان تک پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے بُس ہمارے وسائل کے مطابق، یہ واحد وزیر اعلیٰ ہے کہ ایک جگہ پر زلزلہ ہوا ہے وہ وہاں پہنچ گئے ہیں۔ انشاء اللہ ہماری اس فلور پر یہ commitment over all ہے کہ کہ بلوچستان اور over all ملکی level پر جہاں پر انسانی المیہ ہوں، ہم وہاں پر بحیثیت عوامی نمائندے موجود رہیں گے۔ جس طرح ہمارے آزادی بن برنے دونوں پہلے اُس علاقے کا visit کیا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کچھ لوگوں کی یہ شکایات کہ جی! ہم کس طرح جائیں؟۔ یہ clear ہے بات، کہ آواران کے راستوں پر صوبائی حکومت نے کسی کیلئے چیک پوٹس نہیں لگائی ہیں کہ کسی کے جانے پر پابندی ہے۔ جس کو جانا ہے جس کو مدد دینا ہے میں اپیل کرتا ہوں تمام سیاسی پارٹیوں سے کہ وہ تمام علاقوں میں، چاہے لورالائی ہو، نزوب ہو، موئی خیل ہو، ڈیرہ بگٹی ہو، گوادر ہو کوئئہ ہو، نصیر آباد، جعفر آباد تمام علاقوں میں اپنے امدادی کیمپس لگائیں۔ انکو کسی نے نہیں روکا ہے۔ اگر انسانی ہمدردی ہے۔ یہ انسانی ایک المیہ ہے۔ اُن سے میں گزرش کرتا ہوں کہ تقید برائے تقید یہ اچھی بات نہیں ہے۔ وہ باقاعدہ طور پر عملی صورت میں کچھ کر دکھائیں۔ انکو کسی نے نہیں روکا ہے۔ وہ جا کے مد کریں۔ اپنے تعاون کا یقین دلائیں۔ اور اپنے کیمپس لگا کے، تاکہ لوگ ماہیسوں سے نج جائیں۔ جناب اپسیکر! میں اپنے پارٹی کے طرف سے بلکہ میں یہاں نہیں تھا پرسوں کے اجلاس میں نے پہلے بھی ایک چینل کے through اعلان کیا تھا، آج بھی فلور پر اعلان کرتا ہوں کہ نیشنل پارٹی کے جتنے MPAs ہیں، بحیثیت اُنکے پارلیمنٹی

سیکرٹری کے ہم دوہنیے کے salaries کا اعلان کرتے ہیں۔ زرلہ زدگان کیلئے۔ اور ہماری پارٹی نے کیمپس لگائے ہیں میزان چوک اور منان چوک پر میں گزارش کرتا ہوں تمام سیاسی پارٹیوں سے تمام سیاسی لوگوں سے اور تمام نمائندوں سے کہ اُس کیمپ visit کریں۔ اپنے بس کے مطابق جتنا تعاون ہو سکے وہ تعاون کریں۔ انہیں الفاظ کے ساتھ۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: یا میمن بی بی صاحبہ۔ thank you.

**محترمہ یامین الہڑی:** ہُسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جیسا کہ کل بھی بات ہو رہی تھی، خاص طور پر میں یہاں disaster یا emergencies کے حوالے سے again کروں گی۔ اور میں اپنی باتوں repeat نہیں کروں گی کیونکہ ہم نے اس پر بہت ہی سیر حاصل گنگلوکی ہے۔ تجربہ جو ہے، جیسا کہ رضا بریجیج صاحب نے بتایا کہ مطلب یہی بتاتا یہاں پر بہت بڑے بڑے آفات آئے۔ لیکن اسکے لئے ہماری planning جو ہے بالکل بھی نہیں ہے۔ جب کبھی مصیبت آتی ہے اُسی time پر ہم respond کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ scientifically ٹھیک بھی نہیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہمیں مطلب بحیثیت ذمہ دار اسمبلی کے، ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ اور ایک sustainable way میں جو ہے وہ disaster کو handle کرنے کا ایک system develop کرنا چاہئے۔ دوسرے ایک چیز جو میں feel کر رہی ہوں، یہ آواران میں جو relief activities ہیں، اُس میں جو آرہی ہیں، جو میری hurdles information کے مطابق۔ اب یہ ہے جناب اسپیکر! اگر ہم history کو دیکھ لیں بلوچستان کے حوالے سے یا all over پاکستان کے حوالے سے۔ جو ہمارا جو establishment ہے خاص طور پر فوجی establishment کی میں بات کرنا چاہوں گی یہاں پر۔ پچھلے 64 سالوں سے جو بھی چیزیں رہی ہیں جو بھی strategies رہی ہیں جو mind-set رہا ہے۔ اب یہ ہے کہ مطلب وہ mind-set ہے کہ مطلب جہاں پر جو fit نہیں ہوتا ہم اُس ادارے کو fit کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ مطلب جہاں پر جو fit نہیں ہوتا ہم اُس ادارے کو fit کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں پر جو تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ہر جگہ پر cash کرنے کیلئے۔ کبھی! دو ہیلی کا پڑزاۓ یا چار ہیلی کا پڑزاۓ آئے۔ چونکہ گوکہ میں گورنمنٹ میں ہوں۔ لیکن جو چیز ٹھیک نہیں ہے اسکو میں address کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے، مطلب فوجی بھائی ہیں، وہ ہماری مدد کرنا چاہ رہے ہیں۔ اُنکی جو نیتیں ٹھیک ہو گئی ہیں۔

اس سے ہمیں کوئی انکار نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے کہ جو صورتحال ہے، جو ابھی جو burning issue ہے جو disaster ہے اسیں میرے خیال میں ہمیں cash کرنے کی بجائے لوگوں کو real معنوں میں facilitate کریں۔ کیونکہ وہ جو ایک نفرت ہے یا وہ ایک gape ہے، وہ راتوں رات جو ہے ابھی جو موجودہ حکومت ہے یا فیڈرل کی جو positive strategy ہوئی ہے یا establishment کو جو رؤیا ہے اسیں تبدیلی آئی ہے۔ وہ اب بھی premature ہے۔ زیادہ mature اس stage پر نہیں ہے۔ لوگوں کو باور اور یقین ہم نے کروانا ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ جو ریلیف activities ہیں ہر جگہ میں ہم فوج کو fit کرنے کی کوشش کریں گے۔ فوجی بھائیوں کو، جوانوں کو fit کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ fit نہیں ہونے کے ہو جائیں گی۔ اب فرض کریں مطلب یہ ہے کہ جو ایک image ہے اور حقیقت میں بھی یہ ہوا ہے کہ آپ دیکھ لیں کہ جو ہمارے وسائل ہیں وہ maximum ہو ہیں مطلب جو ہے فوج پر جو خرچ ہوئی ہے۔ اگر انہوں نے عوام کے دلوں میں گھر کرنا ہے۔ تو وہ جو strategies ہیں وہ جو بنیادیں ہیں، وہاں پر تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ یادو یا چارہ ہیلی کا پڑھ زیا فوجی بھائی اگر جا کر اگر کوئی پیکٹ جو ہیں دے دیتے ہیں ریلیف کیلئے۔ اس سے وہ تبدیلی نہیں آئیگی۔ اگر جو ہے تبدیلی لانے ہے تو آپ بجٹ کو reduce کریں۔ اگر جو ہے فرض کریں آپ تبدیلی لانا چاہ رہے ہیں تو آپ بجھوریت کو جھوری نظام کو ہائی جیک نہیں کریں۔ آپ سیاست میں بھی فوج کو fit کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے آپ انکوالگ رکھ لیں۔ تو یہ چیزیں ہیں کہ جس میں ہم لوگوں کے روپیوں میں تبدیلی لاسکتے ہیں۔ اب ہوتا یہ ہے کہ جہاں جہاں۔ ایک تو ہمارا مجموعی بجٹ ہے وہ بھی maximum انکی طرف جاتا ہے۔ جہاں جہاں resources جو آنے لگتے ہیں انکو بھی جو ہے capture کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ NHA یا جو بڑے بڑے ٹھیکے ہیں، بڑے بڑے منصوبے ہیں، انکا بھی indirect links یا direct links یا Brigadier یا Colonels یا یا ان کو ہم Authorities کو دیکھ لیں۔ اگر جہاں کہیں ہمارا جو کوئی ہے یا مطلب جو ہے جزل ہے، وہ ریٹائرڈ ہو جاتا ہے تو انکو ہم Authorities میں fit کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ جی! NDMA کو وہی چلا کیں PDMA کو وہی چلا کیں۔ اب یہ انکا کام نہیں ہے۔ فوج کا کام جو ہے وہ سرحدیں ہیں۔ انکی حفاظت ہے۔ اگر ہم انکو کہیں گے کہ بھی وہ Disasters کو بھی handle کر لیں گے۔ وہ ٹھیک بھی جو ہے مطلب لے کر چلا سکتے ہیں۔ یا جو کیری لوگریں کے جو ہیں وہ حوالے سے یہاں پر جو resources آنے تھے through

NGO's میں بھی مختلف NGO's کے Heads جو ہیں وہ ہمارے کرنل یا جزل بنائے گئے ہیں۔ یا انہوں نے اپنے NGO بنالی ہیں۔ تو یہ چیزیں ہیں اس سے لوگوں کی مطلب جو ذہن سازی ہے وہ متاثر ہوتی ہے۔ لگتا یہی ہے کہ جو ہماری فوج ہے وہ اپنا کام کرنے کی بجائے دوسرا کام کر رہی ہیں۔ تو اگر جو ہے وہ خاص طور پر ابھی جو ریلیف ہے وہاں پر جو ہمارے F.C کے بھائی ہیں یا فوجی جو بھائی ہیں وہ ایک gape ہیں۔ اگر ہم انکے حوالے کریں گے کہ ریلیف کا کام آپ کر لیں ریسکو یا آپ کر لیں۔ ٹھیک ہے کچھ جگہوں پر تو technical support ہمیں چاہئے ہوگی۔ لیکن یہ ہے کہ overall ہم نے اس طرح کے disasters کو facilitate کرنا ہے، وہاں کی جو پلٹیکل پارٹیز ہیں یا گورنمنٹ کی جو ہے اپنی مشینری ہے۔ اسکے علاوہ یہ ہے کہ وہاں پر جو Volunteers ہیں۔ اور PDMA ہے۔ اس کو آپ اتنا system کر لیں۔ اُنکی Capacity کر لیں۔ اپنے لئے آپ جو ہے ٹھیمیں آپ develop کر لیں۔ اُنکی Building کر لیں۔ اُن سے جو ہے مطلب وہ چیزیں لینا وہ گوارہ نہیں کرتے ہیں۔ ایک سائیکی وہ agree ہوئی ہے۔ اس سائیکی کو میرے خیال میں ہم راتوں رات چیخ نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اگر لوگوں کو ہم facilitate کرنا ہے۔ جو NGOs ہیں۔ جو non-governmental ہوادارے ہیں۔ اُنکے پاس resources humen ہیں۔ اُنکے پاس capacity ہے۔ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ان چیزوں کو facilitate کریں۔ اگر ہم انکو impose کریں اور میدیا میں ہم cash کریں کہ بھائی مطلب ہمارا اتنا بہت زیادہ وہاں پر انتظامیہ یا فوج یا ایف سی وہاں facilitate کر رہی ہیں۔ وہ realistic approach ہو گی ہی نہیں۔ ان چیزوں کو میرے خیال میں رحیم زیارت وال صاحب بیٹھے ہیں۔ ہم جو ہیں being Government کو دیکھ لیں seriously کہ وہاں کے جو لوگ ہیں، کمیونٹی ہے پلٹیکل پارٹیز ہیں، گورنمنٹ جو ہے وہ اپنی مشینری کو effective کر لیں۔ اور rather then جو ہے مطلب دوسری strategy پر ہم جائیں گے۔ اور cash کرنے کی کوشش کریں گے۔ لوگوں کو ریلیف وہاں پر نہیں ملے گا۔ Thank you جی۔

جناب اسپیکر: خالد لانگو صاحب۔

میر خالد ہمایوں لاگو: شکریہ جناب اسپیکر۔ زار لے پر بات ہو رہی ہے۔ یہ قدرتی آفت ہے۔ اللہ پاک کو، مولانا طارق جبیل صاحب کو میں سُن رہا تھا انہوں نے کہا کہ مسلمانو! اسکو اللہ کی ناراضگی نہیں سمجھو یہ ایک

warning ہے۔ اگر آفت اور اللہ تعالیٰ کی خداخواست نارانگی آئی تو اسکو کوئی سہہ نہیں سکتا۔ اس موقع پر سیاست کرنے کی میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ زلزلہ زدگان کی مدد کرنا انکوریلیف پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہماری ڈیوٹی ہے۔ ہمارے فرائض میں یہ شامل ہے صوبائی حکومت کی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت شب و روز جو اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے دائرہ اختیار کے اندر رہتے ہوئے جو بھی ممکن ہو رہا ہے وہ اپنے بھائیوں کیلئے کر رہا ہے۔ لیکن جو سامنے اور دور دار علاقہ ہیں، ڈاکٹر صاحب خود وہاں بیٹھے ہوئے ہیں نواب صاحب دورہ کر کے آئے ہیں زیارت وال صاحب 24 گھنٹے اس معاملے میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن دور دراز علاقہ ہے آپ کو پتہ ہے سہولیات نہیں ہیں سڑکیں نہیں ہیں پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اور نقصانات بھی جو میری معلومات ہیں بہت زیادہ ہیں جناب اسپیکر! یہ جو ہمارے سامنے casualties آ رہی ہیں تین چار سو۔ یہ اللہ نے کرے یہ بہت زیادہ ہیں۔ تو اس پر میری اس دن بھی میں نے ایک تجویز دی تھی کہ زیارت وال صاحب بھی بیٹھے ہیں نواب صاحب بیٹھے ہیں ہمارے صوبائی وزراء ہیں میرے خیال میں اس چیز میں در نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ نقصانات بہت زیادہ ہیں انکو مطلب ہم اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے انکی مدد کر سکتے ہیں۔ اس پر میرے خیال میں ایک ڈنر زکان فرنس ضرور بلانی چاہیے۔ تاکہ انکو پھر انکی جو معمول کی زندگی جو زلزلے سے پہلے تھی وہ انکی معمول کی زندگی ہم اپنے بھائیوں کو واپس دلائیں۔ ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن جسے رحمت جان نے کہا میں بھی ابھی ہم تو ہمارے وہ کہتے ہیں زبان سلا ہوا ہے۔ ہم، میدیا، عدیہ انکے خلاف باتیں نہیں کرنی بھی چاہئے تو ہم وغیرہ دیتے ہیں میدیا پکڑ لیتا ہے۔ پچھلے دنوں جو ایک واقعہ ہوا تھا۔ تو صحیح شام اس نے پہنچنے نہیں صوبائی حکومت کا وزیر اعلیٰ کا پہنچنے نہیں کیا حال کر دیا۔ لیکن میدیا کو بھی اپنے باقی سب کو میں نہیں کہتا ہوں۔ جو میدیا چل رہا ہے انکا بڑا ایک چینل والے کراچی سے گئے، آواران گئے۔ انہوں نے کوئی کی انہوں نے لوگوں کے جو مسائل تھے جو مشکلات تھے وہ ان لوگوں نے دکھائے۔ لیکن کچھ میدیا والے دوست بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں ناں زرد باغ کا شکار ہیں۔ وہ پہنچنے کیا کیا بلا وجہ تقدیم کرنا بلا وجہ بھائی یہ تو خداخواستہ یہ اس حکومت کی طرف سے تو زلزلہ نہیں آیا ہے۔ یہ قدرتی آفت ہے اللہ پاک کی طرف سے ہے اس سے نہیں کیلئے میرے خیال میں مہذب معاشرے میں، جہاں مہذب معاشرہ ہوتا ہے میدیا ہو جو بھی ادارے ہیں انکو اپنا مشبت کردار سامنے لانا چاہئے۔ انکو اپنا بجائے کہ وہ ایک زلزلہ آ گیا اس پروہنچ شام لگے ہوئے ہیں ایک ہمارا بلوچی چینل ہے کہ جی صوبائی حکومت کی بے ادبی معاف وہ کپڑے اتارنے کیلئے۔ تو اس پر میرے خیال میں میدیا کے دوستوں کو بھائیوں کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اس موقع پر ہمیں اپنے سارے اختلافات ایک side پر رکھیں

اپنے جو مصیبت زدہ ہمارے بھائی ہیں انکی مدد کرنی چاہئے۔ اور انکی کوشش کرنی چاہئے جتنا ہم کر سکتے ہیں کہ انکی زندگی جو پہلے تھی وہ زندگی انکو واپس دلا سکیں۔ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** جی زیارتوال صاحب آپ کے نوٹس میں لے آؤں۔ ایک تو پولیو کے سلسلے میں بڑے واضح احکامات دلوادیں۔ اور اسکو مانیٹر نگ کروائیں۔ یہ ڈاکٹر حامد صاحب اور یہ جودوستوں نے آج مسئلہ اٹھایا ہے، یہ بڑا حساس ہے۔ اور اسکے بہت دُور رس نتائج ہوں گے۔ اگر ہم کرجاتے ہیں اسکو manage تو بہت اچھے ہوں گے۔ خدا نخواستہ ناکام ہو گئے تو مشکل میں پڑ جائیں گے یہ معاملات۔ ابھی نواب شاہوانی جو انکی visit ہے، اس سلسلے میں بات کریں گے۔ لیکن اسی میں ایک گزارش ہے اس سے پہلے کہ رضا برٹچ صاحب کی بہت اچھی تجویز آئی ہے۔ یہ ہاؤس، Committee for Disaster Management کے سلسلے میں بنائے۔ جس میں flood disastors earthquake Management کے سلسلے میں بنائے۔ جس میں other mishapes like blasts, fire incidences in urban areas۔ نے ایک اور چیز شامل کی ہے جو آپ بھول جاتے ہیں۔ Mining incidence بلوچستان میں ہوتی ہیں۔ وہ اسکے سلسلے میں بناں پڑیں گی۔ میری پھر گزارش ہے زیارتوال صاحب! اگر تین تاریخ کو آپ لوگ time نکالیں کہ آپ briefing کر دیں MPA's کی آکے۔ تو بہت update ہو جائیں گے۔ تو انکو پہتے چل جائے گا پھر وہ اگلا قدم اسکے بعد۔ کیونکہ آپ اس وقت rescue stage میں ہیں۔ relief, rescue stage کے stage میں آرہے ہو گے۔ پانچ دنوں میں۔ پھر آپ نے جانا ہے rehabilitation stage کے rehabilitation stage کیلئے تیاری ہونی چاہیئے House کے ممبرز بھی up-date ہونی کیلئے۔ چاہیئے۔ جی نواب صاحب۔

**نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر):** شکریہ جناب اسپیکر۔ زندگی کے حوالے سے چونکہ ہمیں ذرا موقع ملا پرسوں آواران جانے کا۔ ڈاکٹر صاحب کی ہدایت پر ہم لوگ، میں اور سابق ڈسٹرکٹ ناظم آواران خیر جان اور قدوس بزنجو جو کہ وہاں کے ایک پی اے ہیں۔ ہم لوگ یہاں سے ہیلی کا پڑکے ذریعے سے خضدار گئے، خضدار سے پھر آواران۔ خضدار سے جب آواران کی طرف گئے ہم۔ تو راستے میں کئی گھر ہم لوگوں نے خود بھی دیکھے جو پہاڑوں کے بالکل درمیان تھے اور کہاں سے اُن پر راستہ آتا ہے۔ فضائی طور پر معلوم ہم لوگوں کو نہیں ہو رہا تھا۔ تو کافی گھر تھے، بالکل ایسے مسارتھے۔ ایک ایک گھر، دو دو، گھر، تین تین، چار چار گھر ایسے راستے میں تقریباً۔ تو جب آواران پہنچ تو آواران سے خاص آواران شہر جو ہے وہ اتنا متاثر نہیں تھا۔ کچھ گھروں کے جو چھن کی دیواریں

بیں وہ گری تھیں۔ باقی ایک، دو تھیں، جو آگے دیہات تھے۔ ان دیہاتوں کے دیہات پورے مسماں ہو چکے ہیں۔ بالکل صفحہ ہستی سے مت گئے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان دیہاتوں میں بالکل درخت ہی نہیں ہیں۔ صرف ایسے میدان ہیں، ایسے چیل ایسی جگہیں ہیں۔ تو سب سے بڑا جب ہم لوگ ادھر اترے، ہم لوگ تو ذرا اور تو موسم ذرا ٹھیک تھا۔ لیکن یونچ اترے تو کافی گرمی تھی، بہت تیز دھوپ تھی۔ ادھر لوگوں کا سخت جو پہلا مطالبہ تھا فوری طور پر وہ تھانٹینٹ کا۔ مطلب سایہ مہیا ہو۔ پانی اور کچھ ایسے علاقے تھے جو ہیلی کا پڑا ادھر جانے سے ذرا گریز کر رہے تھے۔ کہ ایک دن پہلے وہ جزل قادر صاحب پر اور جام کمال خان پر ہوا تھا۔ کوئی راکٹ فائر ہوئے تھے۔ تو ہیلی کا پڑا کو ان علاقوں میں بھی یونچ وہ ذرا گریز کر رہے تھے۔ اور زمینی طور پر وہ راستے کچھ ادھر تھے ہمارے ایمبو لینس لیکن وہ ایمبو لینس 4by4 نہیں تھے۔ تو انکے لئے بھی اقدامات بعد میں ڈی سی صاحب نے ہم لوگوں کو بتایا کہ انکے لئے 4by4 جو ہیں، وہ منگوائے ہیں ہم لوگوں نے۔ تو بھی تک جیسے سردار کھیت ان صاحب نے بتایا کہ کافی رخنی لوگ ابھی تک آواران ہسپتاں تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔ تو انکے لئے لوگ پرائیویٹ گاڑیاں اور فور بائی فور استعمال کر رہے ہیں۔ باقی مشکل کی طرف ہم لوگ نہ جاسکے۔ جو ہم لوگوں کو نہیں لے گئے وہ۔ تو مشکل میں کافی ہوا ہے نقصانات۔ اسیں ذرا میں آپ لوگوں کو تادوں۔ کیونکہ مشکل اور آواران میں میرے ذاتی، میرے قبائل سے بھی تعلق رکھنے والے کافی شاہوانی لوگ رہتے ہیں۔ اور وہاں کا ایک ڈاکٹر ہے ڈاکٹر آصف شاہوانی۔ تو اُس نے پندرہ بیس ڈاکٹروں کا ایک گروپ خود provide کیا ہے۔ ایک دو ایمبو لینس، میڈیمین وہ مشکلے لے گئے ہیں۔ اور مشکلے کے لوگوں کا بھی یہی مطالبہ تھا کہ ہمیں ٹینٹ چاہئے تاکہ سایہ ہو۔ بچوں کیلئے اور لوگوں کیلئے۔ تو ڈی سی آفس میں جو انکا احاطہ تھا ضلعی اسکا۔ تو اسیں کافی پی ڈی ایم اے کی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ جس میں مختلف ٹینٹ، خوارک اور ایم کیو ایم کی طرف سے بھی چند رک ادھر آئے تھے۔ وہ بھی میرے نوٹس میں انہوں نے لا یا یوسف شاہوانی، وہاں کے ایم پی اے نے۔ وہ بھی وہاں حوالے کر دیئے، ہم لوگوں نے آواران کے ایم پی اے صاحب کی امداد۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ واقعی تباہی تو بڑے پیمانے پر ہوئی ہے۔ اور ابھی معلوم ہوا ہے باہر سے ایک chit دوست نے بھیجا ہے کہ ابھی جوز لہ ہوا ہے یہاں پر جو ہم بیٹھے تھے۔ تو ابھی بھی آواران اور مشکلے میں کافی تباہی ہوئی ہیں۔ اور کئی اور بھی مکانات اسیں گر گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اللہ معاف کرے۔

**نواب محمد خان شاہوانی (صوبائی وزیر):** لیکن ابھی تک ان کا معلوم نہیں ہوا ہے کہ کتنے لوگ رخنی اور کتنے لوگ مرے ہیں باقی ابھی بھی اسیں ہوا ہے کافی۔ تو اسکے لئے اقدامات با قاعدہ طور پر جاری ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ وہاں

پر عام جو لوگ جا رہے ہیں یو یز کے ذریعے سے یا N.G.O's کے ذریعے لوگ یا باقی لوگ جا رہے ہیں۔ انکو کوئی بھی رکاوٹ نہیں کر رہے ہیں۔ اگر وہ تھوڑا بہت ہو رہا ہے جو وہاں پر ہمیں معلوم ہوا۔ وہ الیف سی اور آرمی اور ہیلی کا پٹر کو، وہ مذاہمت کا رجو ہیں، سرچار۔ وہ انکو نہیں چاہتے ہیں کہ وہ علاقے میں آئیں۔ کیوں نہ آئیں؟۔ انکا کوئی شاید کوئی وجہ ہو گا۔ لیکن ڈی سی خضدار نے رات کو جب ہم ڈی سی خضدار کے پاس پہنچے۔ تو ڈی سی خضدار نے کہا کہ میں تقریباً 18 گاڑیاں وہاں مشکل بھیجی ہیں نال کے راستے تھے، وہ پک آپ، ذاتی طور پر 100 یا 150 تقریباً نینیت بھیجی ہیں۔ اور جو بھی یہاں سے کوئی ہم لوگوں نے سنا ہے کہ ہیلی کا پٹر پر راکٹ فائر کیا گیا ہے۔ یہ ہو وہ گئے۔ حب چوکی میں جو گاڑیاں آرہی تھیں امداد کی، تو وہ وہاں پر رک گئیں ہیں۔ تو ڈی سی خضدار اور کمشنر نے کہا کہ یہاں سے ہم ذمہ دار ہیں بھیجنے کی۔ جو بھی لوگ اپنایا پرائیویٹ، سول یا کوئی NGO یا کوئی بھی ادارہ بھیجا چاہتا ہے، اپنے امدادی چیزیں ٹرک و رک۔ تو خضدار کے راستے سے ہم ذمہ داری لیتے ہیں انکو مشکل پہنچانے کیلئے۔ باقی آواران تو بیلے سے وہ راستہ direct ہے۔ وہ وہاں سے آرہے ہیں، جا رہے ہیں مسئلہ نہیں ہے، میڈیا کے دوست بھی ہمارے ساتھ تھے پوری ٹیم یہیں سے ہمارے ساتھ 22 بندے تھے تو میں انکو بھی خراج تھیں پیش کرتا ہوں کہ جب ہم وہاں اُترے تو سائے میں بھی بہت گرمی محسوس ہو رہی تھی بجلی تو وہاں پر نہیں تھی۔ تو وہ کھلے ٹرک میں۔ ہمارے جو یہ بیچارے تھے میڈیا والے چینل والے سارے۔ تو اسی time جب ہم پہنچے تو یہاں پر معلوم ہوا کہ کچھ جگہ آرمی پر فائزگ ہو رہی ہے۔ جو امدادی کام پر گئے ہیں۔ تو یہ ٹرک میں فوجیوں نے اپنے ٹرک میں بیٹھایا۔ انکو اور یہ پھیل گئے اسیں آواران کے دیہاتوں میں اور علاقوں میں۔ تو ہم ہسپتال گئے۔ ہسپتال میں سارا عملہ موجود تھا ایم ایس بھی موجود تھا۔ اور کچھ مریض female اور کچھ بچے بھی وہاں موجود تھے۔ تو ہمارے معلوم کرنے پر انہوں نے کہا کہ جو باقی زیادہ خطرناک تھے، انکیں اور ہاتھ ٹوٹے ہوئے جو زیادہ زخمی تھے۔ وہ الیف سی کا ایک کیمپ ہے وہاں پر ہم لوگوں نے بھیجے ہیں۔ جہاں پر انتظام موجود ہے۔ وہاں پر ہے اور کچھ ایسے تھے تقریباً کوئی 50 یا اس سے کم لگ بھگ جو ہم لوگوں نے کراچی بھیجے ہیں۔ ہیلی کا پٹر میں۔ تو چونکہ بروقت اتنا انتظام اس لوگوں نے۔ اس مذاہمت کا ر۔ اگر وہ مذاہمت وہاں سے رکاوٹ نہ ہوتی۔ اور ہیلی کا پٹر وہ اور آرمی جو اجازت ہوتا تو میرے خیال میں یہ سارا cover ہوتا ایک دودن ہی میں cover ہو جاتا۔ کچھ جگہوں پر جہاں بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں لوگ بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ وہاں پر پلانگ جاری تھا ڈی سی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی جو ڈاکٹر صاحب گئے ہیں، وہاں۔ تو ڈاکٹر صاحب نے خود سب کچھ انہوں نے سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ ہم تو پورٹ لا کرڈ اکٹر صاحب کو ہی دیتے کہ یہ یہ مسئلے ہیں اور یہ

یہ ضروریات ہیں۔ ابھی چونکہ ڈاکٹر صاحب گئے ہیں۔ اور ابھی امید ہے انشاء اللہ وہ سارا کچھ سمجھ کر، جس طرح سے۔ اور سب سے زیادہ جو میں سمجھتا ہوں، امداد کافی گیا ہے اور کافی جارہا ہے۔ انکی ضرورت کے مطابق ہوگا۔ اور اس سے زیادہ بھی ہو گا شک نہیں ہے۔ کچھ جگہوں پر جہاں پر بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں لوگ۔ بلکہ صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ وہاں پر private planning جاری تھا۔ D.C. صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی جو ڈاکٹر صاحب گئے ہیں وہاں۔ تو ڈاکٹر صاحب نے خود وہاں سب سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ ہم تو یہاں رپورٹ لا کر ڈاکٹر صاحب کو دیتے ہیں کہ یہ مسئلے ہیں۔ یہ ضروریات ہیں اب چونکہ ڈاکٹر صاحب گئے ہیں تو انشاء اللہ امید ہے کہ ابھی وہ سارا کچھ سمجھے جس طرح سے اور سب سے زیادہ جو میں سمجھتا ہوں امداد کافی گیا ہے اور کافی جارہا ہے۔ ان کے ضرورت کے مطابق ہوگا۔ ان سے زیادہ ہو گا بیٹھک لیکن اہم بات یہ ہے جہاں چھوٹے چھوٹے پیمانے پر ہمارے علاقوں میں سیالاب سے کبھی کس چیز سے زیارت میں ہوا مسئلے تو امداد کا صحیح ضرورتمند تک پہنچایا یہ سب سے اہم مسئلہ ہے۔ ایک طریقہ کارکوئی ایسا ابھی ڈاکٹر صاحب لازمی سوچیں گے کہ خود کیا طریقہ کار اختیار کریں گے، قدوس صاحب خود۔ یا آواران کے چند ایسے جو ذمہ دار ہیں، حلقت سے جیتے ہوئے ہیں، بجائے کہ وہ کسی کی ذمہ داری لگائیں کہ جائیں کس کو دینا ہے اور کس کو نہیں دینا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم بات یہ ہے اس سارے امداد کو جو ٹینک کی صورت میں خوارک کی صورت میں باقی چیزوں کی صورت میں ہیں، ان صحیح ضرورتمند اور متاثرہ لوگوں تک اصل متاثرہ لوگوں تک انکو پہنچانے کا طریقہ وضع کرنا چاہئے انکو۔ کیونکہ وہاں پر کافی ٹرکیں راستے سے آ رہے تھے۔ اور کافی وہاں پر موجود تھے۔ کچھ تو وہیں پر ہم لوگوں نے تقسیم کرنا شروع کر دیا لوگوں سے۔ جو غریب اور مسکین لوگ تھے، بیچارے، تو وہاں پر موجود تھے۔ وہاں پر بھی انکو کھانے کا انتظام نہیں تھا۔ حالانکہ وہ ڈی سی بیچارہ اتنا، ہم کبھی ہسپتال گئے، اُدھر گئے، تو اُسکو موقع نہیں مل رہا تھا اتنا۔ VIP پروٹوکول کا بھی وہاں پر کچھ لوگوں نے وہ کیا تھابت اٹھایا تھا۔ تو چونکہ یہاں سے منسٹر یا وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم یا کوئی بھی ہمارا وفاق سے یا صوبے سے جاتا ہے، تو جانے کا مقصد یہ ہے۔ کیونکہ اگر نہ بھی جائیں تو بھی یہ شکایت رہتی ہے کہ یہیں سے بیٹھے ہوئے انہوں نے رپورٹ بنالیا۔ یہیں سے بیٹھے ہوئے اندازہ لگالیا۔ وہ بھی ایک بہت بڑی شکایت ہے۔ تو جانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ خود جا کر آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ ابھی جو میں دیکھ کر آیا ہوں میں شاید اُس طرح بتانہ سکوں۔ جو میں دیکھ کر آیا ہوں۔ اقدامات تو کر سکتا ہوں۔ لیکن اسکی شدت اور تفصیل شاید۔ تو وزیر اعلیٰ پنجاب کے ہم مشکور ہیں۔ جیسے رحمت بلوچ نے کہا کہ کافی وہاں Blank cheque بالکل با قاعدہ طور پر دینے کا۔ اور انکے بچوں کو، لوگوں کو پنجاب میں وہ کرنے

کاروزگار اور جو وہاں پر وہ خود جا کر دیکھا انہوں نے بہت تکلیف اور وہ علاقوں کو فضائی طور پر تو وہ خود سمجھ گیا۔ تو اس طرح سے پھر وہ اپنا وہ کریں گے۔ تو انشاء اللہ ڈاکٹر صاحب ابھی وہاں موجود ہیں۔ باقی جو کچھ ہو گا وہ بہتر انداز میں ہوتا رہیگا۔ اور باقی یہ ہے کہ خُدا کی ایک آفت ہے، دعا کر سکتے ہیں کہ انکو اور باقی علاقوں کو مزید نقصان اور مزید تکالیف سے اللہ تعالیٰ امان دے۔ شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:** زیارت وال صاحب! میرے خیال ہے انہوں نے سمیٹ لیا ہے۔ نواب صاحب نے۔ کیونکہ موقع محل، عینی گواہ، ادھر سے دیکھ کے آئے ہیں حالات۔ جی۔

**جناب عبدالرجیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** شکر یہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے میں آج ڈاکٹر صاحبان جو کہ اسمبلی کے گیٹ پر آئے تھے۔ اُسمیں نواب شاہو ای صاحب، مولانا واسع صاحب، ڈاکٹر حامد خان اور میں وہاں گئے۔ اور وہاں پر انہوں نے تقریریں بھی کروائیں۔ اور ہم نے اسمبلی کے Floor کی جانب سے انہیں یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ اس سلسلے میں حکومت اور اپوزیشن اپنے آپ کو یہ جو سلسلہ چل پڑا ہے، کافی عرصے سے، اُسمیں ایک ہے آواز بھی ایک ہیں۔ ارادہ بھی ایک ہیں۔ اور چاہتے یہ ہیں کہ ان گروپوں کا، الہ مافیا کا جس طریقے سے بھی ہوا سکا قلع قع کریں۔ اسکو ختم کریں۔ اور اپنے عوام کو اس نجات دلائیں۔ اور اُسمیں اُنکے ساتھ یہ طے ہوا تھا شاید اب وہ آگئے ہیں آپکے چیبیر میں۔ شاید ڈاکٹر صاحبان انتظار کر رہے ہو گئے۔ وہ اندر آئے ہیں۔ اور ڈیمانڈ کے طور پر یا معلومات کے طور پر جو کچھ ہو گا۔ وہ ہم دوستوں سے share کرنا چاہیں گے۔ وہ بھی ہم وہاں پر سن لیں گے۔ یہ تو کمیٹی کی اُس تک۔ جناب اسپیکر! یہاں پر دوستوں نے پولیو کے حوالے سے جو نقطہ اٹھایا ہے، point of order پر۔ جناب اسپیکر! پولیو جو کہ اقوم متعدد کا ایک ادارہ یونیف، ساری دُنیا میں اس مرض کو ختم کرنے کیلئے انہوں نے ایک مہم چلا رکھی ہے۔ اور اُسمیں جناب اسپیکر! ساری دُنیا کیلئے شاید اسلئے ہے کہ جن جن ملکوں میں یہ ہیں اور جن ملکوں نے محنت کی ہے۔ اسکو ختم کیا ہے۔ کسی بھی حوالے سے اگر ہم ان ملکوں میں جائیں گے۔ تو جراثیم ساتھ لیکر جائیں گے۔ تو اس بنیاد اُنکی وہ ساری خواری، وہ ساری نقصانات، وہ ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ اور شاید دُنیا ابھی اس طرف جا رہی ہے۔ کہ پولیو کے سلسلے میں جن ملکوں میں یہ پایا جاتا ہے ان ملکوں کے عوام پر پابندی لگائیں کہ وہ مثال کے طور پر ہم حج جاتے ہیں، حج کیلئے ہمیں نہ چھوڑیں۔ ہمیں ویزانہ دیں ہمارے پاسپورٹ کو قبول نہ کریں۔ یادِ دُنیا کے کسی ملک میں علاج کیلئے یا کسی اور غرض کیلئے اگر ہم جانا چاہئے تو شاید اس پر وہ پابندی لگائیں۔ تو اس سلسلے میں جو گزارشات دوستوں نے پیش کی ہیں۔ اُسمیں تقریباً سارا ایوان بیک زبان ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ پولیو اور 30 ستمبر کا دن جو اعلان ہوا ہے۔

پولیودن کا ہم یہاں اعلان کرتے ہیں۔ اور تمام اسکولوں میں بچوں کو اسٹاف کو سب لوگوں کو حاضر ہونا چاہئے۔ انکو پابند بناتے ہیں سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہیں۔ سیکرٹری اجوبکیشن چونکہ وہاں چلا گیا ہے۔ اسکے ایڈیشنل سیکرٹری کو یہاں ہونا چاہئے۔ وہ اپنے تمام اسکولوں کو اطلاع کر دینے گے۔ کہ اُس دن تمام اسکولوں میں اس حوالے سے پولیودن کے حوالے سے پروگرامز ہوں۔ اور لوگوں کو اس حوالے سے خبر دے انکو مطلع کریں کہ یہ کس قسم کی بیماری ہے اور دُنیا اس بیماری کو ختم کرنے کیلئے کتنی کاشیں کرچکی ہیں۔ اور اُسمیں اگر ہماری طرف سے اگر کوئی lapses آ جاتے ہیں یا چند ایک مالک وہ بھی جو اس قسم کی کمزوریاں وہاں پائی جاتی ہیں اُسکو ختم کرنے کیلئے انکو آ گا، ہی دینے گے۔ اسکے علاوہ جناب اسپیکر! میرے خیال میں point of order پر جو دوست اٹھتا ہے، نکتہ اعتراض اٹھالیتا ہے۔ اور اُسکو پھر اسمبلی rules کے تحت ہونا یہ چاہئے کہ اُس نکتے کو پھر تریث ری پیش کی جانب سے اُس کا کوئی جواب ہو۔ معقول سا۔ جمہوری انداز میں۔ وہ اُسکو جواب دیں۔ بہر حال آپ لوگ debate کر لیتے ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی کہہ جاتے ہیں کہ فلاں نکتے پر ہم سیاست نہیں چکائیں گے۔ یہ خود سیاست چکانے والی باتیں ہیں۔ جناب اسپیکر! ازٹرلے کے بارے میں ہم ذمہ دار لوگ ہیں۔ یہ ایوان ہے۔ اور ہمارا تقریباً 40 مریع کلو میٹر جوشاید یورپ کے تین چار ملکوں کا۔ اور وہ بھی ایٹھی powers کا۔ رقبہ بھی اتنا نہیں ہے جتنا ہمارا علاقہ متاثر ہوا ہے۔ اور وہ علاقہ جو متاثر ہوا ہے جناب اسپیکر! اُسمیں اگر کوئی شخص مدد کرنے کیلئے آتا ہے۔ میں اس Floor پر آپ کے سامنے یہ کہتا ہوں کہ ہم اُسکو photo-session کا نام نہیں دیں۔ جس نے بھی ہمدردی کی ہے، ہمیں اُسکو welcome کرنا چاہئے، وہ آئے ہیں۔ چاہے وہ سندھ سے آئے ہوں، چاہے وہ پنجاب سے ہوں، چاہے وہ وفاق سے ہوں۔ چاہے وہ بیرونی ملک سے ہوں۔ اب سندھ حکومت کے جو لوگ وہاں آئے ہیں۔ سندھ کی حکومت نے کراچی میں جناح پوسٹ گرینجویٹ ہسپتال میں وارڈ خالی کر کے ہمیں دے دیئے ہیں۔ اور ڈاکٹروں کی ڈیوٹی لگادی ہیں۔ تو ہم اُنکے شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہمارے صوبے کے لوگوں کیلئے یہ انتظام کیا ہے۔ بجائے اسکے کہ۔ اور اسکے علاوہ جناب اسپیکر! میں نہیں سمجھ پارہا ہوں کہ جو لوگ آئے ہیں، ڈاکٹر مالک صاحب وہاں گئے۔ یہاں تک تو یہ درست ہے کہ وہ اُس تمام ٹیم کو، اُنکی کارکردگی کو monitor کریں۔ لیکن ڈاکٹر مالک صاحب خود، پنجاب کا وزیر اعلیٰ، سندھ کا وزیر اعلیٰ، وفاقی وزیر داخلہ، میں اور آپ disaster کے حوالے سے ہم lay-men ہیں۔ ہمدردی ضرور کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم آپ ان سلسلوں میں lay-men اعلان ہم ضرور کر سکتے ہیں۔ پیسوں کا ضرور کر سکتے ہیں۔

ہیں۔ ہمارے پاس اگر disaster کیلئے کوئی تربیت یا فتنہ فورس ہے، وہ فوجی ہو سکتے ہیں۔ فوج ہے۔ ایف سی ہے۔ اور اسکے علاوہ بڑی مشکل سے اُس وقت یہ ہوا تھا لیکن ہم عملدرآمد شاید نہیں کر سکتے ہیں۔ کوئی میں بھی ایسی کوئی سسٹم بنانی تھی۔ اور لوگوں کو training disaster کا training دینا تھا۔ قدرتی آفات مختلف شکلوں میں، مختلف صورتوں میں آ جاتے ہیں۔ لیکن training ایک اور چیز ہوا کرتی ہے۔ اور trainee اسکو جس طریقے سے face کرتا ہے جس طریقے سے relief دیتا ہے عام آدمی اُسکی ذہن میں وہ چیزیں نہیں ہوتی ہیں۔ جناب اسپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہاں پر کوئی مریض، کسی پر کوئی مرض کا حملہ ہو یا وہ کسی مشکل میں ہیاتھ کے حوالے کوئی انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو ڈاکٹر کو بلوانا پڑتا ہے۔ اب اگر ڈاکٹر آ جاتا ہے۔ تو ڈاکٹر کا شکر یہ ایک معنی میں ادا کریں گے۔ لیکن اگر یہ کہیں گے کہ بابت کیوں نہیں اٹھا؟۔ جمالی صاحب کیوں نہیں آیا؟۔ اسپیکر کی حیثیت سے تو جناب! اُس مرحلے پر جس کی ذمہ داری ہے، جس کی ڈیوٹی ہے، وہ ڈاکٹر کی ہے۔ ڈاکٹر کو ہاں جانا چاہئے۔ تو اس بنیاد پر جو لوگ ہاں گئے ہیں، layman کی حیثیت سے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ہماری فوج جس کو ہماری support جس کو ہماری مدد جس کو ہماری معاونت یہ تمام چیزیں حاصل ہیں۔ جناب اسپیکر! کہتے ہیں کہ کچھ نہیں کیا گیا ہے آپ کی ڈی۔ سی لسیلہ کو پچاس لاکھ روپے دیئے۔ اور انکو کہا ہے کہ جس چیز کی ڈیمائڈ ہاں سے آ جاتی ہے، بازار میں جو چیز مہیا ہے، لیکر بھجوایا کرو۔ آپ کے ڈی سی خپدار کو اتنے ہی پیسے دیئے گئے ہیں۔ آپ کے ڈی سی خاران کو پیسے دیئے گئے ہیں۔ دو کو پچاس پچاس لاکھ اور تیسرا کو پچاس لاکھ روپے لسیلہ والے کو۔ اور کہا یہ ہے کہ جہاں سے جو بھی شکایت آتی ہے without permission آپ سامان وہی چیز خرید کر بازار سے اُس علاقے میں پہنچادیں۔ اور وہاں کی جو administration ہے، اُنکے ذریعے سے اُنکی تقسیم ہو۔ اور اس طریقے سے جناب اسپیکر! ملکوں نے جو مدد کی ہے، چاٹانے کیا ہے، فرانس نے اعلان کیا ہے، جاپان کے اعلان کیا ہے۔ اٹلی نے اعلان کیا ہے۔ ہم اُنکے مشکور ہیں۔ ہم اُنکے شکر گزار ہیں۔ لیکن اس stage پر، آپ کی disaster جنسی ریلیف آپ دے سکتے ہیں۔ یہ stage نہ گھر بنانے کا ہے۔ نہ فلاں منصوبہ بندی کا ہے، میں کیسے دے سکتے ہیں۔ پینے کا پانی کیسا پہنچا سکتے ہیں۔ خوراک کیسے پہنچا سکتے ہیں۔ اس مرحلے پر کام یہ ہے۔ رات کوٹی وی والے پوچھ رہے تھے۔ میں نے انکو کہا کہ پھر جب دوسرا مرحلہ آ جاتا ہے۔ اسیں پھر اس plan کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ انکو دوبارہ گھر بسانے کیلئے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے۔ حکومتیں کیا کر سکتے ہیں۔ صوبائی حکومت وفاقی حکومت اور دنیا کے لوگ اُنکے جو مدد ہو گلے، تو اس بنیاد پر جناب اسپیکر! میں صرف اتنا سا گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں چیزوں کو، اپوزیشن میں ہوں، ہریشوری پیغمبر میں ہوں،

منفی انداز میں کسی کی مدد کو کسی کی آمد کو کسی کی جو چیز وہ لاتے ہیں، اُسکو اس انداز سے نہیں لینا چاہئے۔ البتہ ہماری اندر کی جو Management ہے۔ اس پر تقدیم ہو سکتی ہے۔ اچھی ہونی چاہئے اچھی نہیں ہے، میں یہ تقدیم برداشت کروں گا کہ سب لوگوں تک رسائی ہونا چاہئے تھا۔ جبکہ ہم نہیں پہنچ سکے ہیں۔ آج بھی مشکلے میں صورتحال یہ ہے کہ تمام گاؤں تک ہماری رسائی ممکن نہیں ہو سکی ہے۔ law and order کی صورتحال کیا ہے اور اسکے علاوہ دور دراز علاقوں میں چالیس مرلح کلومیٹر disaster ہے تو ایسی چیزیں جو ہے انکو ہم اس بنیاد پر لے رہے ہیں۔ اور فلور پر آپکے سامنے ایوان کے سامنے اور تمام صوبے کے فوری ترجیح اس وقت صوبائی گورنمنٹ کی یہ ہے۔ کہ جتنی relief ہم ان لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ وہ ریلیف انکو دے دیں۔ تمام چیزوں پر cut گا کے، بھی اپنے صوبے کے حوالے سے اگر کوئی مدد نہیں کرتا ہوا پنے صوبے کے طور پر ہم ریلیف دینے گے۔ اور انکو دوبارہ بسا سکیں گے۔ اس آفت سے جومتاڑ ہیں، اُنکی مدد کریں گے۔ جناب اسپیکر آپ کو تو سط سے ایک اور بات جو زیارت کے زندگی کے حوالے سے ہمارا تجربہ ہے، وہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ زندگی سے خوف وہ اس کا جو ماحول پیدا ہوا تھا۔ نفسیاتی طور پر بہت سے لوگ پیار ہو گئے تھے۔ اب اس سلسلے میں اگر ہمارے ڈاکٹر صاحبان یا کوئی ریلیف دینے والے ایجنسیاں جو بھی ہوں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحبان بہتر بتا بھی سکتے ہیں۔ اور ان دوائیوں کی تجویز بھی دے سکتے ہیں۔ نفسیات کے طور پر نفسیاتی ڈاکٹروں کے حیثیت سے وہ دوائیاں جو انکو اس خوف وہ اس کی ماحول میں مددگار ہو۔ اُنکی فوری صوبائی حکومت مکملہ صحت کل بھی انکو کہا گیا ہے۔ وہ چیزیں ان لوگوں تک پہنچانی جائیں تاکہ اس خوف وہ اس کی ماحول میں زندگی پھر اُسیں اُنکے پیارے مارے گئے ہیں۔ انکا گھر اُبڑ گیا ہے۔ اُسکا سامان، ملبہ تلے پڑے ہوئے ہیں۔ ان پر خوف ہے۔ اس صورتحال میں اُنکی جو مدد کی جاسکتی ہے۔ ہم اپنے مکملہ صحت کو وفاق کو بھی اور ڈینیا جو ہماری مدد اس سلسلے میں کر رہی ہے۔ ان سے ہماری استدعا یہ ہو گی کہ وہ اس سلسلے میں ہماری مدد کریں۔ اور ہمارے لوگوں کو اس سے نجات دلائیں اور اسکے بعد جناب اسپیکر! آپ نے کہا تھا میں فلور پر کہتا ہوں اور خط بھی لکھ کر تمام مکملہ جات کے سکریٹریوں کو بھیجوادیتا ہوں کہ وہ اسمبلی سیشن کے دوران یہاں موجود رہیں۔ اور تمام چیزیں جو آتی ہیں۔ جن ڈیپارٹمنٹ سے وہ relate کرتے ہیں، اُسکے بارے میں وہ سنیں اور جو یہاں سے فیصلے ہوتے ہیں۔ ان فیصلوں پر باقاعدہ عملدر آمد کیلئے وہ مکملہ جات، اُنکے سکریٹریز ذمہ وار ہوتے ہیں۔ کہ انکو آگے لے جائیں۔ اور اسکے علاوہ جناب اسپیکر! جو با تیں اسکے علاوہ ہے اس میں میں جناب اسپیکر! یا آپکا ایوان ہے۔ یہ تمام صوبے کی عوام کی ترجیمان ایک ایوان ہے۔ صوبے کے عوام نے ان لوگوں کو منتخب کیا ہے۔ اور انکا یعنی بنتا ہے جو کچھ وہ یہاں کہنا چاہتے ہیں۔

ہماری پر لیں، ہماری الکٹرانک اور پرنٹ میڈیا آپ کی توسط سے request یہ ہے کہ اُسکو coverage دیں۔ اُسکی صحیح معنوں میں ترجمانی کریں۔ اور انکی جو view ہے۔ وہ ہماری عوام تک چلی جائے۔ میری view سے کوئی اتفاق نہ کرتا ہو، تب بھی چلی جائے۔ جس کے view سے کوئی اتفاق کرتا ہے، اُسکی بھی چلی جائے۔ لیکن کم سے کم اس ایوان کو، ایوان سمجھیں کہ اس ایوان کی کارروائی کو، کارروائی سمجھ کر۔ اس ایوان کی تقدس کو تقدس سمجھیں کے۔ اور پیشہ و رانہ طور پر اسکو آگے بڑھائیں۔ یہ ہماری بہتری میں ہے۔ ایمانداری کی بات یہ ہے کہ میں انسان کی حیثیت سے کسی بھی تنظیم، کسی بھی فرد، کسی بھی شخص کو نہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں نہ اُسکو حقیر سمجھتا ہوں۔ اور انکو انسان کی حیثیت سے یہ right دیتا ہوں لیکن ان حقوق میں جو میں انکو دے رہا ہوں اُسمیں اس ایوان کی جو تقدس ہے، اُسکا خیال رکھنا اکے فرائض میں شامل ہیں۔ اب جب ہم چیزوں پر متفق ہو جاتے ہیں، صوبے کے عوام کیلئے انکی طرف سے، پھر صبح جو آپ دیکھیں گے black out۔ تو یہ نہیں ہونا چاہئے۔ آج ہم گزارش کے طور پر یہ بات آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ چیزیں اس طریقے سے نہیں ہے۔ یہ یہاں کے صوبے کی عوام کا منتخب ایوان ہے۔ یہ روایات ہیں۔ دُنیا میں جمہوریت میں اپوزیشن میں بھی لوگ چلے جاتے ہیں۔ ٹریشوری پیپرز پر بھی لوگ ہوا کرتے ہیں اور یہ ایوان کے سامنے سب لوگ جوابدہ ہیں۔ میں جو یہاں کھڑا ہوں ایک جوابدہ کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ جمہوریت لوگ اسلئے پسند نہیں کرتے جمہوریت اسلئے پسند کرتے ہیں کہ اُسمیں جوابدہ کا طریقہ کار موجود ہے۔ اب وہ جوابدہ کا جو طریقہ کار ہے وہ میڈیا کے ذریعے اُسکو کتنا آجائگا کر سکتے ہیں؟۔ اُسکو آجائگا کرنا چاہئے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ جناب اپسیکر! ایک اور بات جو میں آپ کے سامنے ہاؤں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا، وہ آپ نے یہاں پر بات رکھی disaster کی۔ اور اُسمیں قدرتی آفات، زلزلہ ہو، طوفان ہو اور اسکے علاوہ جو بھی وہ ہوا سکے سلسلے میں 3 تاریخ کو جو میٹنگ آپ نے رکھی ہے۔ آپ نے یہاں روپنگ دی ہے۔ 3 تاریخ کو 11:00 بجے انشاء اللہ، سم سب حاضر ہو جائیں گے۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود ہونگے۔ اور اس سلسلے میں ایوان کو بھی مکمل بریفنگ دینگے۔ اور اسکے بعد آئندہ کی جولائی عمل ہوگی، جو پلانگ ہوگی، جو منصوبہ بندی ہوگی، اس disaster سے تھوڑی بہت ریلیف دے کر نکل آئے ہوں گے۔ تو وہاں جا کے اس پربات کریں گے۔ جو مکنہ ممکنات میں سے ہوں، وہ انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔ اور ایسی چیز جو کمیٹی بنانی پڑے، وہ بنا سکیں گے۔ اور اسکے علاوہ جناب اپسیکر! ایک چیز جو یہاں پر میں دُرمحمد صاحب نے بات کی تھی، وہ یہ ہے یہاں ہمارے صوبے میں ماٹنگ ہے، لیبر ہے اور لیبر کے حوالے سے جناب اپسیکر! ہمارے ہاں مرکز میں پیسے پڑے رہتے ہیں۔ اور لیبر کے حوالے سے یہاں پر

کالونیاں، یہاں پر مراعات ہسپتال اسکول اس قسم کی چیزیں۔ لیکن جہاں مائنگ ہو رہی ہے۔ جہاں پر لوگ محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ جہاں پر حادثے ہو جاتے ہیں جناب اسپیکر، نہ کی میں نہ ہر نائی میں، نہ سورجخ میں، نہ مجھ میں کہیں پر بھی جہاں پر coal کی مائنگ ہے وہاں ریسکو سنٹر زندہ ہیں۔ اور اسکے علاوہ ایرجنی کے طور پر ان علاقوں میں ہمارے جو ہسپتال ہیں۔ ان علاقوں کے حوالے سے وہاں پر بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! لیبرڈیپارٹمنٹ مرکز میں اس ایوان کے توسط سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ سامنے لانا چاہوں گا کہ وہ اس پر فعال ہوں۔ اور جہاں سے مائنگ ہو رہی ہے Mining Act کے تحت جناب اسپیکر! اس سے جو آمدی حکومت کو مل رہی ہو، اسکے 32% اُن علاقوں پر خرچ ہونا چاہئے لیکن جناب اسپیکر! آج تک ہم دیکھ رہے ہیں، انگریز کے زمانے سے ریلوے لائے 1886ء میں کوئی تک براستہ ہر نائی مکمل ہوئی تھی۔ اور اُس ریلوے لائے کی افادیت یہ تھی کہ اس سے کوئلے لے جا رہا تھا، پنجاب کو سندھ کو پہلی مائنگ تھی، اچھی کوئلی کا کوئلہ تھا۔ لیکن آج تک ہر نائی جیسی علاقہ روڈ کے ذریعے سے نہ اپناؤسٹرکٹ ہیڈ کواٹر جو اس سے پہلے رہا بچار پانچ سال ہو گئے ہیں ضلع بن گیا ہے۔ اُس سے روڈ کے ذریعے سے link نہیں رہا۔ اور اسی طریقے سے کوئی سے ہر نائی کیلئے کبی روڈ نہیں تھی۔ اسکے معنی یہ ہے کہ ان تمام سالوں میں ایک صدی گزر گئی ہے۔ 100 سالوں میں انہوں نے ہمارے لئے سو سے زیادہ سال گزر گئے ہیں۔ جو آمدی وہاں سے ہو رہی تھی اُن علاقے کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا تھا۔ تو یہاں پر جو بات ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے وہاں لیبر ہے جناب وہاں پر انکو کوئی سہولت نہیں ہے، انکو انسان ہی نہیں سمجھتے ہیں۔ انکو انسانوں کی طرح treat ہی نہیں کرتے ہیں ہمارے لوگ ہیں قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ کے فلاں فلاں علاقوں کے دُور دراز کے محنت مزدوری والے جو بھی لوگ جہاں سے آتے ہیں انکے لئے کچھ نہیں ہوا کرتا۔ تو آپ کی توسط سے اگر آپ کی جانب سے لیبرڈیپارٹمنٹ کو ایک چھپی لکھا جائے، اس ایوان کی توسط سے، میرے دوست شاید حمایت کریں۔ سب انکے پاس چلی جائے کہ یہ جو مائنگ ایریا ہے۔ ابھی ریکوڈ کر کام ہو گا۔ پھر فلاں جگئے پر ہو گا یہ مائنگ ہو گی۔ جہاں جہاں مائنگ ہے، کرو مائیٹ کی، کوئلے کی ہے، ریکوڈ کی ہے۔ جو، جو مائنگ صوبے میں ہے۔ یہ ہماری جائیداد ہے۔ یہ ہماری ملکیت ہے۔ اور جہاں جہاں سے گیس نکل رہی ہے۔ اُسیں علاقے کے لوگوں کو نظر انداز نہ کریں۔ اور لیبرڈیپارٹمنٹ کے حیثیت سے وہاں ہسپتال، اسکول، رہنے کی کالونیاں اور دیگر سہولیات جو دنیا اپنی لیبر کو دے رہی ہیں۔ وہ سہولیات وہاں پر موجود ہوں۔ اور آپ کی طرف سے اس قسم کی چھپی چلا جائے۔ میرے خیال میں بیٹھے ہوئے ایوان میں سب دوست اسکی حمایت بھی کریں گے۔ تو انہیں گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریبی ختم کرنا چاہتا

ہوں۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** میرے خیال میں انکے بعد آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟۔ اچھا! مولانا واسع صاحب۔

**مولانا عبدالواسیع (قائد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! میں بات نہیں کرنا چاہتا اور پھر زیارت وال صاحب نے وہاں سے حکومتی مؤقف پیش بھی کر دیا۔ لیکن میں ایک بات کی وضاحت کرنے کیلئے کیونکہ جناب اسپیکر! جن جن لوگوں نے وزیر داخلہ ہو یا پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہو یا سندھ کا وزیر اعلیٰ ہو، جو بھی جس نے بھی آواران میں آکر کے اس مشکل حالات میں کہ وہاں نہ کوئی جاسکتا ہے کیونکہ آری والے بھی وہاں اگر جاتے ہیں۔ تو وہاں انکے لئے رکاوٹیں ہیں۔ لیکن پھر بھی ان مشکل حالات میں جن، جن لوگوں نے ہمارے وہاں غمزدہ بھائیوں کی مدد کرنے کیلئے آئے ہیں، ہم انکا مشکور ہیں، ہم انکا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سردار صاحب نے جوبات کی انہوں نے کہا کہ یہ مطلب جیسے کہ بھی بھار photo-session کے طور پر نہ ہو جائے، انہوں نے مزید اسکے لئے استدعا کی، جا کے مزید کر لیں۔ ورنہ اسکا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی آکے photo-session جو بھی آئے ہیں، جس نے بھی مدد کی ہے۔ ملک کے سطح پر ہوں، صوبے کے سطح پر ہوں۔ ہم انکے شکرگزار ہیں۔ اور انکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ایک بات میں توجہ دلانے، یہ پولیوکی جوبات آئی اسکو جناب اسپیکر! حکومتی دوستوں کا میں توجہ دلوں نگا۔ یہ بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ کیونکہ ہر ایک چیز میں مافیاء جو ہوتا ہے، کیوں اندر سے خود ناکام کرنے کیلئے کوئی طریقہ ہوتا ہے تو اسیں بھی مجھے اس وقت جو ہم گورنمنٹ میں تھے بھی، میں نے وزارتِ صحت والوں کو کہہ دیا اور ابھی بھی میں یہ شک کرتا ہوں کہ شاید کچھ اس قسم کے منفی سوچ رکھنے والے لوگ ہوں کہ پولیوکنیس چھوڑتے ہیں۔ لیکن یہ side بھی نظر اندازانہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہاں پولیوکے لوگ جو پیسے انکو ملتے ہیں۔ اقوام متحده کی طرف سے یا Donors کی طرف سے۔ لیکن یہ وہاں جا کے گھر گھر نہیں جاسکتے ہیں اور یہ تکلیف نہیں کر سکتے ہیں صرف اپنا پیسہ حاصل کرنے کیلئے اور اپنے جو TA/DA جو بنانے کیلئے۔ تو اس قسم کے اقدامات کر کے تا کہ وہ بہانہ بنائے کہ لوگ ہمیں نہیں چھوڑتے ہیں، وہاں۔ ورنہ پورے بلوچستان میں اس قسم کی جتنی بھی سیاسی بلوچستان کے لوگ یا سیاسی جماعتوں کسی بھی سے تعقیل رکھتے ہوں گے۔ تو کوئی اس طرح سیاسی جماعت وہاں نہیں ہے کہ پولیوکنیس چھوڑتے ہیں۔ تو میرے خیال یہ مافیاء کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے اور اس طرف پر بھی توجہ دیا جائے کہ شاید اس طرح تو نہیں ہے کہ گھر کے اندر سے اس چیز کو ناکام بنانے کیلئے اور اپنے TA/DA حاصل کرنے کیلئے۔ اور گھر پر بیٹھ کر کے حاصل کرنے کیلئے اس طرح تو نہیں ہے۔ تو یہ بھی اس پر توجہ دیا جائے۔ جناب اسپیکر! اس وضاحت کے ساتھ میں نے یہ دو تین بات کی ہے۔

**جناب اپیکر:** شکریہ جی۔ جی رحمت صاحب۔

**وزیر یحکمہ صحت:** جناب اپیکر صاحب میں وضاحت کروں۔ اپوزیشن کے دوستوں نے زلزلے پر بات کیا۔ اس طرح ہے کہ آج سی ایم صاحب سے جو وہاں پر علاقائی لوگوں پر مشتمل دوسرا فراد کے وفد نے ملاقات کیا ہے۔ وہاں طریقہ کاریہ اپنایا گیا ہے کہ ہر ایک کے گاؤں کے level پر ہر ایک محلے کے level پر چار چار بندوں کا کمیٹی بشمول ضلعی انتظامیہ کے ساتھ یہ کمیٹی وہاں تمام چیزوں کا monitor بھی کریگا۔ اور جہاں جہاں چیزوں کی ضرورت ہو۔ یہ وہاں پہنچا دینگے ایک دوسری بات یہ ہے کہ ابھی تک سولہ این جی اوز وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ اور انکے نمائندوں نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے انکا بھرپور شکریہ ادا کیا ہے۔ اور انکی کارکردگی کو سراہا ہے کہ وہ ایک جذبے کے تحت ایک اچھے انداز میں کام کر رہے ہیں۔ اور ابھی تک بیس ہزار فوٹو پیکیٹس اور پندرہ ہزار ٹیکسٹس تقسیم کیے گئے ہیں۔ اور ابھی جو دوبارہ زلزلے کا یہ جھٹکا آیا یہ مشکلے میں بڑی تباہی ہوئی ہے۔ اور وہاں کیلئے دوبارہ ان لوگوں نے فوری طور پر ڈی سی صاحب نے ٹیمیں روانہ کیے ہیں۔ اور میڈیکل ٹیمیں بھی گئے ہیں اور تمام گاؤں میں میڈیکل ٹیم موجود ہیں۔ لوگوں کو با قاعدہ first aid and relief دے رہے ہیں۔

**جناب اپیکر:** ٹھیک ہے اچھا ہے، آپ نے update کیا۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ کیم اکتوبر بوقت گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔  
(اسمبلی کا اجلاس 3 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔